﴿بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ﴾ ﴿......اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ﴾(آل عمران:۷۴) ﴿......عَسٰی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا﴾ (بنی اسرائیل:۸۰)

الفضل

ہفت روزہ — انٹرنیشنل

مدیر اعلیٰ :– نصیر احمد قمر

جلد ۱۰ — جمعۃ المبارک ۱۰/اکتوبر ۲۰۰۳ء — ۱۴/شعبان ۱۴۲۴ہجری قمری — ۱۰/اخاء ۱۳۸۲ہجری شمسی — شمارہ ۴۱

تعمیر مسجد کی اجر

حضرت عثمان بن عفانؓ بیان کرتے ہیں کہ مَیں نے آنحضرت ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا:

جوشخص اللہ تعالیٰ کی خاطر مسجد تعمیر کرتا ہے اللہ تعالیٰ بھی اس کے لئے جنت میں اس جیسا گھر تعمیر کرتا ہے۔

(صحیح مسلم باب فضل بناء المساجد)

بیعت سے مراد خداتعالیٰ کو جان سپرد کرنا ہے۔

بیعت کنندہ کو اول انکساری اور عجز اختیار کرنی پڑتی ہے اور اپنی خودی اور نفسانیت سے الگ ہونا پڑتا ہے تب وہ نشوونما کے قابل ہوتا ہے

(قرآن مجید، احادیث نبوی اور حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے ارشادات کے حوالہ سے شرائط بیعت کی تفصیلات کا بیان)

(امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا جلسہ سالانہ برطانیہ ۲۰۰۳ء کے موقع پر اختتامی خطاب)

(خطاب کا یہ متن ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے)

(تیسری اور آخری قسط)

تیسری شرط بیعت کی یہ ہے کہ بلاناغہ پنج وقتہ نماز موافق حکم خدا اور رسول کے ادا کرتا رہے گا۔ اور حتی الوسع نماز تہجد کے پڑھنے اور اپنے نبی کریم ﷺ پر درود بھیجنے اور ہر روز اپنے گناہوں کی معافی مانگنے اور استغفار کرنے میں مداومت اختیار کرے گا۔ اور دلی محبت سے خداتعالیٰ کے احسانوں کو یاد کر کے اس کی حمد اور تعریف کو اپنا ہر روزہ ورد بنائے گا۔

پنج وقتہ نمازوں کا التزام کرو

اس شرط میں جو باتیں بیان کی گئی ہیں ان میں نمبر ایک تو یہی ہے کہ اللہ اور رسول کے حکم کے مطابق پانچ وقت نمازیں بلاناغہ ادا کرے گا۔ اللہ اور رسول کا حکم ہے مردوں اور عورتوں دونوں کے لئے۔ اور ان بچوں کے لئے بھی جو دس سال کی عمر کو پہنچ چکے ہیں کہ نماز وقت پر ادا کرو۔ مردوں کے لئے یہ حکم ہے کہ نماز باجماعت کی ادائیگی کا اہتمام کرو۔ مسجدوں میں جاؤ، ان کو آباد کرو، اس کے فضل تلاش کرو۔ پنج وقتہ نماز کے بارہ میں کوئی چھوٹ نہیں۔ اور سفر میں بھی کچھ رعایت تو ہے یا بیماری میں بھی رعایت ہے۔ یا جیسے یہ ہے کہ جمع کرلو، قصر کرلو۔ اور اگر بیماری میں مسجد نہ جانے کی چھوٹ ہے تو ان باتوں سے اندازہ ہو جانا چاہئے کہ نماز باجماعت کی کتنی اہمیت ہے۔ اب میں مزید کچھ اقتباسات پڑھتا ہوں اس کی اہمیت کے بارہ میں لیکن یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ ہر بیعت کنندہ کو اپنا جائزہ لینا چاہئے کہ ہم اپنے آپ کو بیچنے کا عہد کر رہے ہیں لیکن کیا اس واضح قرآنی حکم کی پابندی بھی کر رہے ہیں۔ ہر احمدی اپنے نفس کے لئے خود مذکر ہے، خود اپنا جائزہ لیں، خود دیکھیں۔ اگر ہم خود ہی اپنے آپ کو، اپنے نفس کو ٹٹولنے لگیں تو ایک عظیم انقلاب برپا ہو سکتا ہے۔

قرآن شریف میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ﴿وَاَقِیْمُوْا الصَّلٰوۃَ وَاٰتُوْا الزَّکٰوۃَ وَاَطِیْعُوْا الرَّسُوْلَ لَعَلَّکُمْ تُرْحَمُوْنَ﴾ (النور: 57)۔ اور نماز کو قائم کرو اور زکوۃ ادا کرو اور رسول کی اطاعت کرو تا کہ تم پر رحم کیا جائے۔

پھر سورۃ طٰہٰ آیت ۱۵ میں ہے۔ ﴿اِنَّنِیْٓ اَنَا اللّٰہُ لَآ اِلٰہَ اِلَّآ اَنَا۔ فَاعْبُدْنِیْ۔ وَاَقِمِ الصَّلٰوۃَ لِذِکْرِیْ﴾۔ یقیناً مَیں ہی اللہ ہوں۔ میرے سوا کوئی معبود نہیں۔ پس میری عبادت کرو اور میرے ذکر کے لئے نماز کو قائم کرو۔

اور اس طرح بے شمار دفعہ قرآن مجید میں نماز کے بارہ میں حکم آئے ہیں۔ ایک حدیث مَیں پیش کرتا ہوں۔ حضرت جابرؓ بیان کرتے ہیں کہ مَیں نے آنحضرت ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ نماز کو چھوڑنا انسان کو شرک اور کفر کے قریب کر دیتا ہے۔ (مسلم کتاب الایمان۔ باب بیان اطلاق اسم الکفر علی من ترک الصلوٰۃ)

آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ میری آنکھوں کی ٹھنڈک نماز میں ہے۔ حضرت ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: قیامت کے دن سب سے پہلے جس چیز کا بندوں سے حساب لیا جائے گا وہ نماز ہے۔ اگر یہ حساب ٹھیک رہا تو وہ کامیاب ہو گیا اور اس نے نجات پالی۔ اگر یہ حساب خراب ہوا تو وہ ناکام ہو گیا اور گھاٹے میں رہا۔ اگر اس کے فرضوں میں کوئی کمی ہوئی تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ دیکھو! میرے بندے کے کچھ نوافل بھی ہیں۔ اگر نوافل ہوئے تو فرضوں کی کمی ان نوافل کے ذریعہ پوری کر دی جائے گی۔ اسی طرح اس کے باقی اعمال کا معائنہ ہوگا اور ان کا جائزہ لیا جائے گا۔ (ترمذی کتاب الصلوٰۃ باب ان اول ما یحاسب بہ العبد)

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ: ”نماز پڑھو، نماز پڑھو کہ وہ تمام سعادتوں کی کنجی ہے“۔ (ازالہ اوہام صفحہ ۸۲۸ طبع اول)

(باقی صفحہ نمبر ۳ پر ملاحظہ فرمائیں

حضرت مسیح موعودؑ سے رشتۂ اخوت اور اطاعت قائم کرنا بیعت کی شرط ہے

تنگدستی اور خوشحالی ہر حالت میں امیر اور امام کی اطاعت کرنا واجب ہے

(خلاصہ خطبہ جمعہ ۱۹/ستمبر ۲۰۰۳ء)

(لندن ۱۹/ستمبر ۲۰۰۳ء): سیدنا حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے آج خطبہ جمعہ مسجد فضل لندن میں ارشاد فرمایا۔ تشہد، تعوذ اور سورۃ فاتحہ کے بعد شرائط بیعت حضرت مسیح موعودؑ کے حوالے سے دسویں شرط بیعت جس میں حضرت مسیح موعودؑ کے ساتھ رشتہ اخوت اور اطاعت قائم کرنے کا ذکر ہے اس کا پُرمعارف بیان فرمایا اور اس کی تشریح آیات قرآنی، احادیث نبویہ اور ارشادات حضرت مسیح موعودؑ کی روشنی میں فرمائی۔

خطبہ کے آغاز میں حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعودؑ کی رقم فرمودہ شرط بیعت بیان فرمائی جس میں حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں کہ عاجز سے عقد اخوت محض للہ باقرار طاعت در معروف باندھ کر اس پر تا وقت مرگ قائم رہے گا اور اس عقد اخوت میں ایسا اعلیٰ درجہ

باقی صفحہ نمبر ۲ پر ملاحظہ فرمائیں

مسجد بیت الفتوح

سیدنا حضرت امیر المومنین مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے جمعۃ المبارک ۳؍اکتوبر ۲۰۰۳ء کو انگلستان میں جماعت احمدیہ کی دوسری عظیم الشان مسجد ''مسجد بیت الفتوح'' کا افتتاح خطبہ جمعہ اور نماز جمعہ سے فرمایا۔ یہ مسجد جو ظاہری لحاظ سے بھی نہایت دلکش اور مغربی یورپ کی سب سے بڑی مسجد ہے، احمدیت کی روز افزوں ترقی اور وسعت اور اللہ تعالیٰ کے اس جماعت پر بے انتہا فضلوں اور احسانات کی آئینہ دار ہے۔ ۷۷ سال قبل ۳؍اکتوبر ۱۹۲۶ء کو انگلستان میں احمدی مستورات کی مالی قربانیوں سے تعمیر ہونے والی پہلی احمدیہ مسجد 'مسجد فضل' لندن کا افتتاح عمل میں آیا تھا۔ جن اغراض و مقاصد کا اس مسجد کے سنگ بنیاد (۱۹؍اکتوبر ۱۹۲۴ء) اور اس کے افتتاح کے موقع پر حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے ذکر فرمایا تھا اور جن دعاؤں اور بلند تمناؤں کا اظہار فرمایا تھا، اللہ تعالیٰ کے فضل سے وہ ساری دعائیں اور تمنائیں اس کے حضور مقبول ہوئیں اور اس وقت سے لے کر آج تک مسجد فضل لندن نہ صرف برطانیہ بلکہ دنیا بھر میں اسلام اور احمدیت کی اشاعت کے لئے ایک کلیدی کردار ادا کر رہی ہے۔ مسجد بیت الفتوح بھی دراصل اسی کا ایک تسلسل اور ایک عظیم الشان شیریں پھل ہے اور اس بات کا ایک زندہ ثبوت کہ مولا کریم کی تائید و نصرت کا ہاتھ خلافت حقہ اسلامیہ احمدیہ سے وابستہ اس جماعت کے سر پر ہے۔

مسجد بیت الفتوح مغربی یورپ کی سب سے بڑی مسجد ہے اور اکیسویں صدی کی تعمیراتی سہولتوں سے بھی آراستہ ہے۔ مغربی میڈیا نے بھی اس کی خوب تشہیر کی اور پریس میں اچھی کوریج ہوئی۔ یہ چیزیں ہمارے لئے باعث مسرت اور افتخار تو ہیں لیکن صرف اس حد تک اہمیت کی حامل ہیں کہ اس ذریعہ سے وسیع پیمانے پر اسلام و احمدیت کا پیغام پہنچانے کی توفیق جماعت کو حاصل ہوئی۔

یہ اللہ تعالیٰ کا خاص فضل و احسان ہے کہ اس نے جماعت احمدیہ کو ایسی عظیم الشان خوبصورت مسجد کی تعمیر کی توفیق بخشی۔ لیکن جیسا کہ حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ نے اپنے خطبہ جمعہ میں قرآن مجید، احادیث نبویہ اور حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے ارشادات کے حوالہ سے بتایا تھا کہ مسجدوں کی اصل زینت اس تقویٰ اللہ سے ہے جو نمازی اپنے ساتھ لے کر مسجدوں میں آتے ہیں۔ اسی سے مسجدوں کا حقیقی حسن وابستہ ہے۔ اس لئے ہمیں بھی مسجدوں کی ظاہری صفائی اور شان و شوکت اور خوبصورتی کے ساتھ ساتھ ان کے باطنی حسن کے پہلو کو کبھی فراموش نہیں کرنا چاہئے۔ یہی وہ چیز ہے جو ہماری مساجد کو دوسروں کی مساجد سے ممتاز کرنے والی ہے۔ اللہ تعالیٰ کے اس عظیم احسان پر اس کی شکر گزاری کا بہترین طریق یہی ہے کہ ہم اپنے تقویٰ کو بڑھائیں، اللہ تعالیٰ کے ساتھ اپنے تعلقات کو سنواریں، عبادت کے معیار کو بلند سے بلند تر کرتے چلے جائیں اور اپنے عملی نمونہ سے ثابت کریں کہ ہم ہی وہ جماعت مومنین ہیں جو مساجد کو حقیقی معنوں میں آباد کرنے والی ہیں۔ ہمارے معاندین جو چاہیں پروپیگنڈا کریں لیکن نہ وہ ہمارے پیارے اللہ سے ہماری عبودیت کے تعلق کو توڑ سکتے ہیں اور نہ ہی وہ اس کے ان فضلوں کو روک سکتے ہیں جو وہ اپنی اس عاجز جماعت پر آسمان سے بارش کی طرح برسا رہا ہے۔ ہم جانتے ہیں کہ اگر ہم اپنے آسمانی آقا کی نظر میں سچے عبادتگزار بندے بن جائیں تو دنیا کی کوئی طاقت ہمیں مٹا نہیں سکتی۔

مسجد بیت الفتوح کے افتتاح کی اس نہایت پرمسرت اور مبارک تقریب کے موقع پر ادارہ الفضل اپنی طرف سے اور تمام قارئین کی طرف سے سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اور تمام احباب جماعت احمدیہ عالمگیر کی خدمت میں دلی مبارکباد پیش کرتا ہے۔ ہماری دعا ہے کہ مولا کریم اس مسجد کو ہمیشہ امن و سلامتی کا ایک مرکز بنائے رکھے۔ یہ مسجد سچے، مخلص، موحد، عبادتگزار بندوں سے آباد رہے اور جس طرح اس مسجد کا نام بیت الفتوح ہے خدائے رحیم و کریم اسے برطانیہ اور یورپ ہی نہیں بلکہ تمام ممالک میں بہت سی روحانی فتوحات کا پیش خیمہ بنائے اور اپنے اَن گنت فضلوں، رحمتوں اور برکتوں کے دروازے ہمارے لئے کھولتا چلا جائے۔ آمین

❁❁❁ .... ❁❁❁

مسجد بیت الفتوح

(۳؍اکتوبر ۲۰۰۳ء کو افتتاح کی مناسبت سے)

کس قدر سرشار ہیں حمد و ثنا سے احمدی
شکرِ لِلّٰہ بن گئی مغرب میں اک مسجد نئی
چشمہء توحید بن جائے یہ ہے سب کی دعا
قربِ مولیٰ کا وسیلہ اس کو پائے ہر کوئی

دورِ خامس میں عطا ہم کو ہوا یہ ارمُغاں
رحمتِ باری کا اک پائندہ و زندہ نشاں
مرکزِ فتح و ظفر ہو جائے یہ بیت الفتوح
اس کے میناروں سے گونج اٹھے صدائے قادیاں

اس کی وسعت کو عطا کر اے خدائے مہرباں
وہ نمازی جن پہ تیری رحمتیں ہوں بے کراں
اس کو اپنے ذکر سے معمور صبح و شام رکھ
اور بنا اپنے کرم سے سجدہ گاہِ قدسیاں

یہ ترا گھر ہے الٰہی ! تو اسے آباد رکھ
ہر نمازی کو عطائے خاص سے دلشاد رکھ
تیرے گھر کے فرش پر آ کر جو ہوں سجدہ گزار
ان کے گھر ہر درد ہر آزار سے آزاد رکھ

عابدوں کا نخلِ ایماں فضل سے شاداب رکھ
تشنہ روحوں کو لقا سے ہر گھڑی سیراب رکھ
تیرے بندے جب بھی آئیں در پہ تیرے اے خدا
اپنی رحمت کا کھلا ان کے لئے ہر باب رکھ

(عطاء المجیب راشد)

بقیہ: خلاصہ خطبہ جمعہ از صفحہ اول

کا ہوگا کہ اس کی نظیر دنیوی رشتوں اور تعلقوں اور تمام خادمانہ حالتوں میں نہ پائی جاتی ہو۔ حضور انور نے فرمایا کہ اس شرط میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام یہ عہد لے رہے ہیں کہ گو کہ نظام میں شامل ہو کر بھائی چارہ کا رشتہ قائم ہو جاتا ہے لیکن یہاں محبت کا تعلق بھی قائم کرنا ہے اور یہ تعلق محض للہ کرنا ہے کہ ہم امام کی اطاعت اللہ کی خاطر کر رہے ہیں۔ امام الزمان کو ماننا اور اس کے ذریعہ اشاعت دین میں حصہ لینا یہ ہمارے ایمان کا حصہ ہے۔ یہ مقصد تب کامیاب ہوگا جب ہم معروف باتوں میں امام کی اطاعت کریں گے اور ہر روز اس تعلق میں مضبوطی لائیں اور تعلق کے اعلیٰ معیار قائم کریں۔ اس کے مقابل پر ہمیں تمام دنیاوی تعلق اور رشتے ہیچ نظر آئیں اور بے مقصد لگیں۔ دوستانہ تعلق یا دوطرفہ تعلق میں یہ بات بھی ذہن میں آتی ہے کہ کبھی بات مانو اور کبھی منواؤ لیکن امام کی اطاعت میں تو تعلق خادمانہ اور غلامانہ ہوتا ہے بلکہ اس سے بھی بڑھ کر قربانی کا تعلق قائم کرنا ہے کیونکہ اصل ثواب تو قربانی کرنے سے ملتا ہے۔ اس مضمون کو مدنظر رکھتے ہوئے اس شرط بیعت پر غور کریں گے تو آپ حضرت مسیح موعودؑ کی محبت اور اطاعت میں ڈوبتے چلے جائیں گے۔

حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ بعض لوگ معروف فیصلے اور احکامات کے چکر میں پڑ کر نظام سے خود بھی دور ہوتے جاتے ہیں اور دوسروں کے لئے بھی فتنے کا باعث بنتے ہیں۔ جب وہ جگہ جگہ باتیں کرتے ہیں، معروف کی خود تعریف کرتے ہیں، غیر معروف وہ ہے جو واضح شریعت کے خلاف ہو۔ اور کسی فرد واحد کو معروف کی تشریح خود کرنے کا اختیار نہیں اور جگہ جگہ باتیں کرنے کا بھی حق حاصل نہیں۔ حضرت عمرؓ کا فیصلہ حضرت خالد بن ولیدؓ کے بارہ میں واضح ہے جب ان کو امارت سے ہٹا کر ابوعبیدہ کو کمانڈر بنایا گیا۔ انہوں نے بلا چون و چراں اس کو قبول کیا اور اللہ نے بھی اس فیصلہ کی لاج رکھ لی اور مسلمانوں کو فتح نصیب ہوئی۔

آنحضرت ﷺ نے فرمایا ہے کہ تنگ دستی، خوشحالی اور حق تلفی کی حالت میں بھی حاکم کی اطاعت واجب ہے۔ اور جو شخص اپنے امیر میں ناپسندیدہ بات دیکھے وہ صبر کرے۔ جو اطاعت سے پیچھے ہٹتا ہے وہ جاہلیت کی موت مرتا ہے۔ حضور انور نے فرمایا کہ امام کی اطاعت سے اللہ اور اس کے رسول کی محبت حاصل ہوتی ہے اور پیاروں تک پیاروں کے ذریعہ ہی پہنچا جاتا ہے۔ حَکَم اور عدَل کی اطاعت ہم پر فرض ہے اور پھر حضرت مسیح موعودؑ کے بعد نظام خلافت کی اطاعت ہی میں برکت ہے۔

حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ بیعت کے دو فائدے ہیں ایک تو اس سے گناہ بخشے جاتے ہیں دوسرا مامور کے سامنے توبہ کرنے سے طاقت ملتی ہے اور شیطانی حملوں سے انسان بچتا ہے۔ سو میرا دوست وہی ہے جو مجھے پہچانتا ہے اور مجھے وہی پہچانتا ہے جو یہ یقین رکھتا ہے کہ مَیں خدا کی طرف سے بھیجا گیا ہوں۔ میرے ہاتھ میں چراغ ہے۔ جو میرے پاس آتا ہے وہ روشنی سے ضرور حصہ لیتا ہے۔

❁❁❁ ❁ ❁❁❁

بقیہ:خطاب جلسہ سالانہ از صفحہ اول

آپ مزید فرماتے ہیں: ’’اے وے تمام لوگو! اپنے تئیں میری جماعت شمار کرتے ہو۔ آسمان پر تم اس وقت میری جماعت شمار کئے جاؤ گے جب سچ سچ تقویٰ کی راہوں پر قدم مارو گے۔ سو اپنی پنجوقتہ نمازوں کو ایسے خوف اور حضور سے ادا کرو کہ گویا تم خدا تعالیٰ کو دیکھتے ہو۔ اور اپنے روزوں کو خدا کے لئے صدق کے ساتھ پورے کرو۔ ہر ایک جو زکوٰۃ کے لائق ہے وہ زکوٰۃ دے اور جس پر حج فرض ہو چکا ہے اور کوئی مانع نہیں وہ حج کرے۔ نیکی کو سنوار کر ادا کرو اور بدی کو بیزار ہو کر ترک کرو۔ یقیناً یاد رکھو کہ کوئی عمل خدا تک نہیں پہنچ سکتا جو تقویٰ سے خالی ہے۔ ہر ایک نیکی کی جڑ تقویٰ ہے۔ جس عمل میں یہ جڑ ضائع نہیں ہوگی۔ وہ عمل بھی ضائع نہیں ہوگا۔‘‘

(کشتی نوح۔ روحانی خزائن جلد۱۹ صفحہ ۱۵)

آپ فرماتے ہیں: ’’نماز کیا چیز ہے۔ وہ دعا ہے جو تسبیح تحمید تقدیس اور استغفار اور درود کے ساتھ تضرع سے مانگی جاتی ہے۔ سو جب تم نماز پڑھو تو بےخبر لوگوں کی طرح اپنی دعاؤں میں صرف عربی الفاظ کے پابند نہ رہو۔ کیونکہ ان کی نماز اور ان کا استغفار سب رسمیں ہیں جن کے ساتھ کوئی حقیقت نہیں۔ لیکن تم جب نماز پڑھو تو بجز قرآن کے جو خدا کا کلام ہے۔ اور بجز بعض ادعیہ ماثورہ کے کہ وہ رسول کا کلام ہے۔ باقی اپنی تمام عام دعاؤں میں اپنی زبان میں ہی الفاظ متضرعانہ ادا کر لیا کرو تا کہ تمہارے دلوں پر اس عجز و نیاز کا کچھ اثر ہو۔

(کشتی نوح۔روحانی خزائن جلد ۱۹ صفحہ ۶۸۔۶۹)

پھر آپ نے فرمایا: ’’نماز ایسی شئے ہے کہ اس کے ذریعے سے آسمان انسان پر جھک پڑتا ہے۔ نماز کا حق ادا کرنے والا یہ خیال کرتا ہے کہ مَیں مر گیا اور اس کی روح گداز ہو کر خدا کے آستانہ پر گر پڑی ہے...... جس گھر میں اس قسم کی نماز ہوگی وہ گھر کبھی تباہ نہ ہوگا۔ حدیث شریف میں ہے کہ اگر نوح کے وقت میں نماز ہوتی تو وہ قوم کبھی تباہ نہ ہوتی۔ حج بھی انسان کے لئے مشروط ہے، روزہ بھی مشروط ہے، زکوٰۃ بھی مشروط ہے مگر نماز مشروط نہیں۔ سب ایک سال میں ایک ایک دفعہ ہیں مگر اس کا حکم ہر روز پانچ دفعہ ادا کرنے کا ہے۔ اس لئے جب تک پوری پوری نماز نہ ہوگی تو وہ برکات بھی نہ ہوں گی جو اس سے حاصل ہوتی ہیں اور نہ اس بیعت کا کچھ فائدہ حاصل ہوگا‘‘۔

(ملفوظات جلد چہارم صفحہ ۲۸۳ جدید ایڈیشن)

نماز میں ذوق کس طرح حاصل ہو۔ اس بارہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا: ’’اے اللہ تو مجھے دیکھتا ہے کہ میں کیسا اندھا ہوں (یہ دعا کرنی چاہئے ہر آدمی کو) اور نابینا ہوں اور میں اس وقت بالکل مردہ حالت میں ہوں۔ میں جانتا ہوں کہ تھوڑی دیر کے بعد مجھے آواز آئے گی تو میں تیری طرف آ جاؤں گا۔ اس وقت مجھے کوئی روک نہ سکے گا لیکن میرا دل اندھا اور ناشناسا ہے۔ تو ایسا شعلہ نور اس پر نازل کر کہ تیرا اُنس اور شوق اس میں پیدا ہو جائے۔ تو ایسا فضل کر کہ میں نابینا نہ اٹھوں اور اندھوں میں نہ جا ملوں۔

فرمایا: ’’جب اس قسم کی دعا مانگے گا اور اس پر دوام اختیار کرے گا تو وہ دیکھے گا کہ ایک وقت اس پر ایسا آئے گا کہ اس بے ذوقی کی نماز میں ایک چیز آسمان سے اس پر گرے گی جو رقت پیدا کر دے گی۔

(ملفوظات جلد دوم صفحہ ۶۱۶ جدید ایڈیشن)

نماز تہجد کا التزام کریں

پھر اس تیسری شرط میں یہ ہے کہ نماز تہجد پڑھے۔ ایک حدیث ہے۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب رات کا آخری پہر ہو جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ سماء دنیا پر نزول فرماتا ہے اور فرماتا ہے کوئی ہے جو مجھ سے دعا کرے اور مَیں اس کی دعا قبول کروں۔ کوئی ہے جو مجھ سے مغفرت طلب کرے تو مَیں اس کو بخش دوں۔ کوئی ہے جو مجھ سے رزق طلب کرے تو مَیں اسے رزق عطا کروں۔ کوئی ہے جو مجھ سے اپنی تکلیف کے دور کرنے کے لئے دعا کرے تو مَیں اس کی تکلیف کو دور کروں۔ اللہ تعالیٰ یونہی فرماتا رہتا ہے یہاں تک کہ صبح صادق ہو جاتی ہے۔ تو بہت سارے لوگ دعاؤں کے لئے لکھتے ہیں۔ خود بھی اس طریق پر عمل کریں تو اللہ تعالیٰ کے فضلوں کی بارش بھی نازل ہوتے دیکھیں۔

حضرت ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ رحم کرے اس شخص پر جو رات کو اٹھے اور نماز پڑھے اور اپنی بیوی کو اٹھائے۔ اگر وہ اٹھنے میں پس وپیش کرے تو اس کے منہ پر پانی چھڑکے تا کہ وہ اٹھ کھڑی ہو۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ رحم کرے اس عورت پر جو رات کو اٹھی، نماز پڑھی اور اپنے میاں کو جگایا۔ اگر اس نے اٹھنے میں پس وپیش کیا تو اس کے منہ پر پانی چھڑکا تا کہ وہ اٹھ کھڑا ہو۔ (ابوداؤد۔ کتاب الصلوٰۃ)

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں: ’’ہماری جماعت کو چاہئے کہ وہ تہجد کی نماز کو لازم کر لیں۔ جو زیادہ نہیں وہ دو ہی رکعت پڑھ لے کیونکہ اس کو دعا کرنے کا موقع بہر حال مل جائیگا۔ اس وقت کی دعاؤں میں ایک خاص تاثیر ہوتی ہے کیونکہ وہ سچے درد اور جوش سے نکلتی ہیں۔ جب تک ایک خاص سوز اور درد دل میں نہ ہو اس وقت تک ایک شخص خواب راحت سے بیدار کب ہو سکتا ہے؟ پس اس وقت کا اٹھنا ہی ایک درد دل پیدا کر دیتا ہے جس سے دعا میں رقت اور اضطراب کی کیفیت پیدا ہو جاتی ہے اور یہی اضطراب اور قبولیت دعا کا موجب ہو جاتے ہیں۔ لیکن اگر اٹھنے میں سستی اور غفلت سے کام لیتا ہے تو ظاہر ہے کہ وہ درد اور سوز دل میں نہیں کیونکہ نیند تو غم کو دور کر دیتی ہے۔ لیکن جبکہ نیند سے بیدار ہوتا ہے تو معلوم ہوا کہ کوئی درد اور غم نیند سے بھی بڑھ کر ہے جو بیدار کر رہا ہے۔ (ملفوظات جلد دوم صفحہ ۱۸۲)

آنحضرت ﷺ پر درود بھیجیں

اسی شرط بیعت میں یہ ہے کہ آنحضرت ﷺ پر درود بھیجنے کی کوشش کرتا رہے گا، درود بھیجے گا، اس میں باقاعدگی اختیار کرے گا۔ اس بارہ میں ایک حدیث ہے کہ حضرت عبداللہؓ بن عمرو بن العاص سے روایت ہے کہ انہوں نے حضرت نبی کریم ﷺ کو فرماتے سنا کہ جب تم مؤذن کو اذان دیتے ہوئے سنو تو تم بھی وہی الفاظ دہراؤ جو وہ کہتا ہے۔ پھر مجھ پر درود بھیجو۔ جس شخص نے مجھ پر درود پڑھا اللہ تعالیٰ اس پر دس گنا رحمتیں نازل فرمائے گا۔ پھر فرمایا: میرے لئے اللہ تعالیٰ سے وسیلہ مانگو جو جنت کے مراتب میں سے ایک مرتبہ ہے جو اللہ کے بندوں میں سے ایک بندہ کو ملے گا۔ اور مَیں امید رکھتا ہوں کہ وہ مَیں ہی ہوں گا۔ جس کسی نے بھی میرے لئے اللہ سے وسیلہ مانگا اس کے لئے شفاعت حلال ہو جائے گی۔

(صحیح مسلم کتاب الصلاۃ باب القول مثل قول المؤذن لمن سمعہ ثم یصلی علی النبی ﷺ......)

تو یہ سب کو مدنظر رکھنا چاہئے کہ اللہ کی رضا کو حاصل کرنے کے لئے، خدا تک پہنچنے کے لئے، اپنی دعاؤں کو اللہ کے حضور قبولیت کا درجہ دلوانے کے لئے ضروری ہے کہ ہم آنحضرت ﷺ پر درود بھیجیں اور اس کا سب سے بہترین ذریعہ جس طرح حدیث میں آیا ہے اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بھی فرمایا ہے، یہی ہے کہ بہت زیادہ درود پڑھنا چاہئے۔ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی آلِ مُحَمَّدٍ۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام درود کی برکات کا ذاتی تجربہ ان الفاظ میں بیان فرماتے ہیں۔

فرمایا کہ ایک مرتبہ ایسا اتفاق ہوا کہ درود شریف کے پڑھنے میں یعنی آنحضرت ﷺ پر درود بھیجنے میں ایک زمانہ تک مجھے استدراک رہا کیونکہ میرا یقین تھا کہ خدا تعالیٰ کی راہیں نہایت دقیق راہیں ہیں۔ بجز وسیلہ نبی کریمؐ کے مل نہیں سکتیں جیسا کہ خدا بھی فرماتا ہے ﴿وَابْتَغُوْٓا اِلَیْہِ الْوَسِیْلَۃَ﴾ تب ایک مدت کے بعد کشفی حالت میں مَیں نے دیکھا کہ دو سقّے آئیں ہیں ایک اندرونی راستے سے اور دوسرا بیرونی راستے سے میرے گھر میں داخل ہوئے اور ان کے کاندھوں پر نور کی مشکیں ہیں اور کہتے ہیں ’ھٰذَا مَا صَلَّیْتَ عَلٰی مُحَمَّدٍ‘ یعنی یہ برکات اس دُرود کی وجہ سے ہیں جو تُو نے محمد ﷺ پر بھیجا تھا۔

استغفار میں مداومت اختیار کرو

پھر اس تیسری شرط میں استغفار کے بارہ میں بھی ہے۔ اس بارہ میں ایک حدیث ہے۔ ابی بردہ بن ابی موسیٰؓ اپنے والد ابو موسیٰؓ کے حوالہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ نے مجھ پر میری امت کو دو امانتیں دینے کے بارہ میں وحی نازل کی جو یہ ہیں۔ ﴿وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَاَنْتَ فِيْهِمْ ۚ وَمَا كَانَ اللّٰهُ مُعَذِّبَهُمْ وَهُمْ يَسْتَغْفِرُوْنَ﴾ (الانفال:۳۴) یعنی اللہ ایسا نہیں کہ انہیں عذاب دے جب تک تو ان میں موجود ہو اور اللہ ایسا نہیں کہ انہیں عذاب دے جبکہ وہ بخشش طلب کرتے ہوں۔ پس جب میں ان سے الگ ہو جاؤں تو میں نے ان میں قیامت تک کے لئے استغفار چھوڑا۔ (جامع ترمذی۔ کتاب تفسیر القرآن تفسیر سورۃ الانفال)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جو شخص استغفار کو چمٹا رہتا ہے (یعنی استغفار کرتا رہتا ہے) اللہ تعالیٰ اس کے لئے ہر تنگی سے نکلنے کی راہ بنا دیتا ہے اور اس کی ہر مشکل سے اس کی کشائش کی راہ پیدا کر دیتا ہے اور اسے ان راہوں سے رزق عطا کرتا ہے جن کا وہ تصور بھی نہیں کر سکتا۔ (سنن ابی داؤد۔ کتاب الوتر۔ باب فی الاستغفار)

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ: استغفار جس کے ساتھ ایمان کی جڑیں مضبوط ہوتی ہیں قرآن شریف میں دو معنے پر آیا ہے۔ ایک تو یہ کہ اپنے دل کو خدا کی محبت میں محکم کر کے گناہوں کے ظہور کو جو علیحدگی کی حالت میں جوش مارتے ہیں خدا تعالیٰ کے تعلق کے ساتھ روکنا اور خدا میں پیوست ہو کر اس سے مدد چاہنا۔ یہ استغفار تو مقربوں کا ہے جو ایک طرفۃ العین خدا سے علیحدہ ہونا اپنی تباہی کا موجب جانتے ہیں اس لئے استغفار کرتے ہیں تا خدا اپنی محبت میں تھامے رکھے۔ اور دوسری قسم استغفار کی یہ ہے کہ گناہ سے نکل کر خدا کی طرف بھاگنا اور کوشش کرنا کہ جیسے درخت زمین میں لگ جاتا ہے ایسا ہی دل خدا کی محبت کا اسیر ہو جائے تا پاک نشوونما پا کر گناہ کی خشکی اور زوال سے بچ جائے اور ان دونوں صورتوں کا نام استغفار رکھا گیا۔ کیونکہ غَفَر جس سے استغفار نکلا ہے ڈھانکنے اور دبانے کو کہتے ہیں۔ گویا استغفار سے یہ مطلب ہے کہ خدا اس شخص کے گناہ جو اس کی محبت میں اپنے تئیں قائم کرتا ہے دبائے رکھے۔ اور بشریت کی جڑیں ننگی نہ ہونے دے۔ بلکہ الوہیت کی چادر میں لیکر اپنی قدوسیت میں سے حصہ دے۔ یا اگر کوئی جڑ گناہ کے ظہور سے ننگی ہو گئی ہو پھر اس کو ڈھانک دے اور اس کی برہنگی کے بداثر سے بچائے۔ سو چونکہ خدا مبدء فیض ہے۔ اور اس کا نور ہر ایک تاریکی کے دور کرنے کے لئے ہر وقت تیار ہے اس لئے پاک زندگی حاصل کرنے کے لئے یہی طریق مستقیم ہے کہ ہم اس خوفناک حالت سے ڈر کر اس چشمۂ طہارت کی طرف دونوں ہاتھ پھیلائیں تا وہ چشمہ زور سے ہماری طرف حرکت کرے اور تمام گند کو یکدفعہ لے جائے۔ خدا کو راضی کرنے والی اس سے زیادہ کوئی قربانی نہیں کہ ہم درحقیقت اس کی راہ میں موت کو قبول کر کے اپنا وجود اس کے آگے رکھ دیں۔‘‘ (سراج الدین عیسائی کے چار سوالوں کا جواب۔ روحانی خزائن جلد۱۲ صفحہ ۳۴۶،۳۴۷)

پھر آپؑ نے فرمایا: ’’جب خدا سے طاقت طلب کریں یعنی استغفار کریں تو روح القدس کی تائید سے ان کی کمزوری دور ہو سکتی ہے اور وہ گناہ کے ارتکاب سے بچ سکتے ہیں جیسا کہ خدا کے نبی اور رسول بچتے ہیں۔ اور اگر ایسے لوگ ہیں کہ گنہگار ہو چکے ہیں تو استغفار ان کو یہ فائدہ پہنچاتا ہے کہ گناہ کے نتائج سے یعنی عذاب سے بچائے جاتے ہیں کیونکہ نور کے آنے سے ظلمت باقی نہیں رہ سکتی۔ اور جرائم پیشہ جو استغفار نہیں کرتے یعنی خدا سے طاقت نہیں مانگتے۔ وہ اپنے جرائم کی سزا پاتے رہتے ہیں‘‘۔ (کشتیٔ نوح۔ روحانی خزائن جلد۱۹ صفحہ ۳۴)

اللہ تعالیٰ کی حمد

پھر اس تیسری شرط میں ایک یہ بات بھی تھی کہ ہر وقت اللہ تعالیٰ کی حمد کرتا رہے گا۔ اس بارہ میں ایک حدیث ہے مختصر کرتا ہوں۔

نعمان بن بشیر روایت کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے منبر پر کھڑے ہو کر فرمایا: ’’جو شخص تھوڑے پر شکر نہیں کرتا وہ زیادہ پر بھی شکر نہیں کرتا اور جو لوگوں کا شکریہ ادا نہیں کرتا وہ اللہ تعالیٰ کے احسانات کا بھی شکریہ ادا نہیں کر پاتا۔ اللہ تعالیٰ کی نعماء کا ذکر خیر کرنا بھی شکر ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کی نعماء کا ذکر خیر نہ کرنا ناشکری ہے۔

(مسند احمد بن حنبل جلد ۴ صفحہ ۲۷۸ مطبوعہ بیروت)

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

’’حمد کا مستحق اللہ تعالیٰ ہی ہے۔اور کوئی انسان یا مخلوق واقعی اور حقیقی طور پر حمد وثنا کا مستحق نہیں ہے۔اگر انسان بغیر کسی قسم کی غرض کی ملونی کے دیکھے تو اس پر بدیہی طور پر کھل جاوے گا کہ کوئی شخص جو مستحق حمد قرار پاتا ہے وہ یا تو اس لئے مستحق ہوسکتا ہے کہ کسی ایسے زمانہ میں جبکہ کوئی وجود نہ تھا اور نہ کسی وجود کی خبر تھی وہ اس کا پیدا کرنیوالا ہو۔یا اس وجہ سے کہ ایسے زمانہ میں کہ کوئی وجود نہ تھا اور نہ معلوم تھا کہ وجود اور بقاء وجود اور حفظ صحت اور قیام زندگی کے لئے کیا کیا اسباب ضروری ہیں اس نے وہ سب سامان مہیا کئے ہوں۔یا ایسے زمانہ میں کہ اس پر بہت سی مصیبتیں آسکتی تھیں اس نے رحم کیا ہو اور اس کو محفوظ رکھا ہو۔اور یا اس وجہ سے مستحق تعریف ہوسکتا ہے کہ محنت کرنے والے کی محنت کو ضائع نہ کرے اور محنت کرنے والوں کے حقوق پورے طور پر ادا کرے۔اگرچہ بظاہر اجرت کرنے والے کے حقوق کا دینا معاوضہ ہے۔لیکن ایسا شخص بھی محسن ہوسکتا ہے جو پورے طور پر حقوق ادا کرے۔یہ صفات اعلیٰ درجہ کی ہیں جو کسی کو مستحق حمد وثنا بناسکتی ہیں۔اب غور کرکے دیکھ لو کہ حقیقی طور پر ان سب محامد کا مستحق صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے جو کامل طور پر ان صفات سے متصف ہے اور کسی میں یہ صفات نہیں ہیں۔............غرض اوّلاً بالذات اکمل اور اعلیٰ طور سے خدا تعالیٰ ہی مستحق تعریف ہے۔اس کے مقابلہ میں کسی دوسرے کا ذاتی طور پر کوئی بھی استحقاق نہیں۔اگر کسی دوسرے کو استحقاق تعریف کا ہے تو صرف طفیلی طور پر ہے۔یہ بھی خدا تعالیٰ کا رحم ہے کہ باوجودیکہ وہ وحدہٗ لاشریک ہے۔مگر اس نے طفیلی طور پر بعض کو اپنے محامد میں شریک کرلیا ہے۔

(روئداد جلسہ دعا۔ روحانی خزائن جلد۱۵ صفحہ۵۹۸تا۶۰۲)

جماعت کو عمومی نصیحت کرتے ہوئے آپ فرماتے ہیں:’’ اگر تم چاہتے ہو کہ آسمان پر فرشتے بھی تمہاری تعریف کریں تو تم ماریں کھاؤ اور خوش رہو۔اور گالیاں سنو اور شکر کرو۔اور ناکامیاں دیکھو اور پیوند مت توڑو۔تم خدا کی آخری جماعت ہو۔سو وہ عمل نیک دکھلاؤ جو اپنے کمال میں انتہائی درجہ پر ہو۔ہر ایک جو تم میں سست ہو جائیگا وہ ایک گندی چیز کی طرح جماعت سے باہر پھینک دیا جائے گا اور حسرت سے مریگا اور خدا کا کچھ نہ بگاڑ سکے گا۔دیکھو میں بہت خوشی سے خبر دیتا ہوں کہ تمہارا خدا درحقیقت موجود ہے۔اگرچہ سب اسی کی مخلوق ہے لیکن وہ اس شخص کو چن لیتا ہے جو اس کو چنتا ہے۔وہ اس کے پاس آجاتا ہے جو اس کے پاس جاتا ہے۔جو اس کو عزت دیتا ہے وہ بھی اس کو عزت دیتا ہے۔تم اپنے دلوں کو سیدھے کرکے اور زبانوں اور آنکھوں اور کانوں کو پاک کرکے اس کی طرف آجاؤ۔کہ وہ تمہیں قبول کریگا۔‘‘(کشتی نوح۔ روحانی خزائن جلد۱۹ صفحہ۱۵)

اب باقی شرائط جو میں نے تفصیل کی وجہ سے رکھی نہیں تھیں کیونکہ بہت لمبی تفصیل ہو جائے گی۔یہ بھی مَیں نے کافی مختصر کی ہیں۔لیکن پڑھ دیتا ہوں۔

چوتھی شرط یہ ہے کہ عام خلق اللہ کو عموماً اور مسلمانوں کو خصوصاً اپنے نفسانی جوشوں سے کسی نوع کی ناجائز تکلیف نہیں دے گا۔نہ زبان سے نہ ہاتھ سے نہ کسی اور طرح سے۔

اب ہم پر یہی الزام لگایا جاتا ہے کہ نعوذ باللہ ہم آنحضرت ﷺ کے منکر ہیں۔جبکہ شرائط بیعت میں یہ ہے کہ ہم تو آپ کو ماننے والے کو، آپ کی طرف منسوب ہونے والے کو، کوئی تکلیف بھی دینا گوارا نہیں کرسکتے۔

پھر پانچویں شرط یہ ہے کہ ہر حال رنج وراحت ،عُسر اور یُسر اور نعمت اور بلا میں خدا تعالیٰ کے ساتھ وفاداری کرے گا۔اور بہر حالت راضی بقضاء ہوگا اور ہر ایک ذلت اور دکھ کو قبول کرنے کے لئے اس کی راہ میں تیار رہے گا۔اور کسی مصیبت کے وارد ہونے پر اس سے منہ نہیں پھیرے گا بلکہ آگے قدم بڑھائے گا۔

اللہ تعالیٰ کرے کہ خدا تعالیٰ سے یہ ذاتی محبت ہر احمدی کی بڑھتی چلی جائے اور کبھی کوئی شکوہ زبان پر نہ آئے۔

چھٹی شرط یہ ہے کہ اتباع رسم ومتابعت ہوا وہوس سے باز آجائے گا اور قرآن شریف کی حکومت کو بکلّی اپنے سر پر قبول کرے گا۔اور قال اللہ اور قال الرسول کو اپنے ہر اقرار میں دستور العمل قرار دے گا۔

تو یہ بھی بہت اہم چیز ہے۔بہت ساری ایسی عادتیں ہیں جن کو چھوڑنا ہوگا۔جبکہ ہم نے اپنے آپ کو اس عہد بیعت سے باندھ لیا ہے۔

ساتویں شرط یہ کہ تکبر اور نخوت کو بکلّی چھوڑ دے گا۔اور فروتنی اور عاجزی اور خوش خلقی اور حلیمی اور مسکینی سے زندگی بسر کرے گا۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کو تو یہ الہام بھی ہوا تھا کہ ’’تیری عاجزانہ راہیں اسے پسند آئیں‘‘۔اب آپ کے ماننے والوں، آپ کے حلقۂ بیعت میں شامل ہونے والوں کی ترقی تو اس عاجزی کے ساتھ ہی ہے اور ان عاجزانہ راہوں میں ہوگی۔تکبر تو ویسے بھی شیطان کا فعل ہے، اس سے بچنا ہر احمدی کا فرض ہے۔

پھر آٹھویں شرط یہ ہے کہ دین اور دین کی عزت اور ہمدردیٔ اسلام کو اپنی جان اور اپنے مال اور اپنی عزت اور اپنی اولاد اور اپنے ہر یک عزیز سے زیادہ تر عزیز سمجھے گا۔یہ بھی بڑی بنیادی چیز ہے اس لئے جماعت کی ساری ذیلی تنظیموں میں جو عہد دہرائے جاتے ہیں ان میں یہ شرط رکھی جاتی ہے۔

Earlsfield Properties

We will manage your property at 0% commission
Guaranteed rate schemes for 3 & 5 years
Free management Service
Guaranteed vacant possession

175 Merton Road London SW18 5EF

Tel: 020-8265-6000 or 020 8877 - 0762 Fax: 020 8874 9754

نویں شرط یہ ہے کہ عام خلق اللہ کی ہمدردی میں محض للہ مشغول رہے گا اور جہاں تک بس چل سکتا ہے اپنی خداداد طاقتوں اور نعمتوں سے بنی نوع کو فائدہ پہنچائے گا۔

پہلے ہی چوتھی شرط میں یہ تھا کہ کسی کو تکلیف ہمارے سے نہیں پہنچے گی۔اب یہ کہ نہ صرف تکلیف نہیں پہنچے گی بلکہ ہر احمدی اس بات کی کوشش کرتا رہے گا کہ تمام مخلوق خدا کو ہم سے جتنا فائدہ پہنچ سکتا ہے پہنچے۔اور بہت سے احمدی مختلف شعبوں، مختلف پیشوں میں ہیں۔وکیل ہیں، غریبوں کی مدد کرسکتے ہیں۔ڈاکٹر ہیں، غریبوں کی مدد کرسکتے ہیں۔استاد ہیں، پروفیسر ہیں تو جس حد تک کسی کی مدد کی جاسکتی ہے کرنی چاہئے۔

دسویں شرط یہ ہے کہ اس عاجز سے عقد اخوت محض للہ باقرار اطاعت در معروف مان کر اس پر تاوقت مرگ قائم رہے گا۔اور اس عقد اخوت میں ایسا اعلیٰ درجہ کا ہوگا کہ اس کی نظیر دنیوی رشتوں اور تعلقوں اور تمام خادمانہ حالتوں میں پائی نہ جاتی ہو۔

تو اس میں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے ہر بیعت کرنے والے سے یہ عہد لیا ہے کہ وہ خدا کی خاطر یہ عہد کرتا ہے کہ تمام معروف فیصلوں میں میری اطاعت کرے گا اور اس پر مرتے دم تک قائم رہے گا۔اور یہ جو تمام شرائط اوپر بیان ہوچکی ہیں یہ معروف حکم ہے۔تو ان کی پابندی کرنا یہ ہر احمدی کے لئے ضروری ہے اور ہر احمدی یہ عہد کرے کہ اس کا تعلق اور عشق اور فرمانبرداری آنحضرت ﷺ کے عاشق صادق، آپ کے غلام، آپ کے روحانی فرزند کے ساتھ اس طرح ہوگی جس کی مثال دنیا کے کسی رشتہ میں نہ ملتی ہو۔کیونکہ اب آنحضرت ﷺ سے تعلق اور پھر خدا سے تعلق حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ماننے سے ہی ہوگا، اس کے سوا تمام راستے بند ہیں۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کا ایک اقتباس پیش کرتا ہوں۔آپ فرماتے ہیں۔

’’یہ مت خیال کرو کہ خدا تمہیں ضائع کردے گا۔تم خدا کے ہاتھ کا ایک بیج ہو جو زمین میں بویا گیا۔خدا فرماتا ہے کہ یہ بیج بڑھے گا اور پھولے گا اور ہر ایک طرف سے اس کی شاخیں نکلیں گی اور ایک بڑا درخت ہو جائے گا۔پس مبارک وہ جو خدا کی بات پر ایمان رکھے اور درمیان میں آنے والے ابتلاؤں سے نہ ڈرے کیونکہ ابتلاؤں کا آنا بھی ضروری ہے تا خدا تمہاری آزمائش کرے کہ کون اپنے دعویٔ بیعت میں صادق اور کون کاذب ہے۔وہ جو کسی ابتلاء سے لغزش کھائے گا وہ کچھ بھی خدا کا نقصان نہیں کرے گا اور بدبختی اس کو جہنم تک پہنچائے گی۔اگر وہ پیدا نہ ہوتا تو اس کے لئے اچھا تھا۔مگر وہ سب لوگ جو اخیر تک صبر کریں گے اور ان پر مصائب کے زلزلے آئیں گے اور حوادث کی آندھیاں چلیں گی اور قومیں ہنسی اور ٹھٹھا کریں گی اور دنیا ان سے سخت کراہت کے ساتھ پیش آئے گی۔وہ آخر فتحیاب ہوں گے اور برکتوں کے دروازے ان پر کھولے جائیں گے۔

خدا نے مجھے مخاطب کرکے فرمایا ہے کہ میں اپنی جماعت کو اطلاع دوں کہ جو لوگ ایمان لائے اور ایسا ایمان جو اس کے ساتھ دنیا کی ملونی نہیں اور وہ ایمان نفاق یا بزدلی سے آلودہ نہیں اور وہ ایمان اطاعت کے کسی درجہ سے محروم نہیں ایسے لوگ خدا کے پسندیدہ لوگ ہیں اور خدا فرماتا ہے کہ وہی ہیں جن کا قدم صدق کا قدم ہے۔

(رسالہ الوصیت۔ روحانی خزائن جلد ۲۰ صفحہ ۳۰۹)

اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس پر قائم رہنے کی توفیق عطا فرمائے۔اللہ تعالیٰ آپ سب پر جو تکلیف اٹھا کر جلسہ میں محبت اور اخوت قائم کرنے کے لئے اور اللہ اور رسول کی باتیں سننے کے لئے جمع ہوئے بے شمار رحمتیں اور فضل فرمائے۔ہر تکلیف سے محفوظ رکھے۔خیریت سے گھروں کو لے جائے اور جو کچھ ان دنوں میں آپ نے دین کی باتیں سیکھی ہیں اللہ ان پر عمل کرنے کی توفیق دے۔اللہ تعالیٰ ہمیں حقیقی معنوں میں سچا اور احمدی مسلمان بنائے ہمیں اپنے عہد بیعت پر قائم رہنے اور اس پر عمل کرنے والا بنائے۔خدا اور اس کے رسول ﷺ کی سچی اور کامل اطاعت کرنے والا بنائے۔ہم سے کبھی کوئی ایسا فعل سرزد نہ ہو جس سے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی اس پیاری جماعت پر کوئی حرف آئے۔اے اللہ تو ہماری غلطیوں کو معاف فرما۔ہماری پردہ پوشی فرما۔ہمیں ہمیشہ اپنے فرمانبرداروں اور وفاداروں میں لکھ۔ہمیں ہمارے عہد وفا اور بیعت پر قائم رکھ، ہمیں اپنے پیاروں میں شامل رکھ، ہماری نسلوں کو بھی اس عہد کو نبھانے کی توفیق دے۔کبھی ہمیں اپنے سے جدا نہ کرنا۔ہمیں اپنی سچی معرفت عطا کر۔اے ارحم الراحمین خدا ہم پر رحم فرما اور ہماری ساری دعائیں قبول فرما۔ہمیں ان تمام دعاؤں کا وارث بنا جو حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی جماعت کے لئے، اپنی جماعت میں شمولیت اختیار کرنے والوں کے لئے کیں۔

اب اس دعا کے بعد ان دعاؤں کی طرف بھی توجہ دلانا چاہتا ہوں۔اب دعا ہوگی اس میں اسیران راہ مولیٰ کو بھی یاد رکھیں جو محض خدا کی خاطر جیلوں میں بند ہیں۔اور ان دنوں جبکہ پاکستان میں گرمی بھی بڑی شدت کی ہوتی ہے اور تکلیف بہت بڑھ جاتی ہے۔اور حالات بھی جیلوں کے ایسے ہیں کہ ناقابل برداشت ہوتے ہیں۔ان کو خاص طور پر دعاؤں میں یاد رکھیں۔اللہ تعالیٰ رحم فرمائے اور ان کی رہائی کے سامان پیدا فرمائے اور محض اپنے فضل سے جماعت کے حق میں بہتر سامان، پاکستان میں بھی اور ایسی جگہوں پر بھی جہاں جماعت پر سختی اور تنگی ہے پیدا فرمائے۔شہداء اور ان کے خاندانوں کو بھی اپنی دعاؤں میں یاد رکھیں۔اللہ خود ان کا نگہبان ہو۔ان کو اپنی حفاظت میں رکھے اور ان کے بچوں کو بھی جماعت کے لئے انسانیت کے لئے مفید وجود بنائے۔عالم اسلام کے لئے بھی دعائیں کریں۔اللہ تعالیٰ انہیں بھی سمجھ دے کہ وہ اللہ اور رسول کے احکامات کو سمجھنے والے ہوں۔اسی طرح آج کل اسلام کو ختم کرنے کی، اسلام کے خلاف جو سازشیں ہو رہی ہیں اللہ تعالیٰ ان سے بھی محفوظ رکھے۔اللہ تعالیٰ آپ سب کو خیر وعافیت سے اپنی حفاظت میں اپنے گھروں میں واپس لے جائے۔کبھی کسی قسم کی پریشانی کا سامنا نہ ہو۔ہمیشہ آپ کا حافظ وناصر ہو۔پہلے بھی مَیں عرض کرچکا ہوں کہ بعض لوگ جلد بازی میں تیز ڈرائیونگ کررہے ہوتے ہیں جو ڈرائیونگ کرنے والے ہیں۔یا تھکے ہوتے ہیں، نیند آرہی ہوتی ہے، تو ایسی صورت میں سفر نہ کریں بلکہ آرام کرکے، ریسٹ کرکے، سفر کریں اور ٹریفک قوانین کی پابندی کریں اور احتیاط سے ڈرائیو کریں۔اب دعا کرلیں۔(اس کے بعد حضور نے اجتماعی دعا کروائی)

خطبہ جمعہ

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے توکل علی اللہ کی اعلیٰ مثالیں قائم فرمائیں

توکل کی کمی سے خدا سے دوری، جھوٹ، غلط بیانی اور خوشامد کی برائیاں جنم لیتی ہیں

اللہ پر توکل اور یقین کے بارہ میں پرمعارف اور ایمان افروز خطاب

خطبہ جمعہ سیدنا امیرالمومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفة المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز-فرمودہ ۱۵/اگست ۲۰۰۳ء مطابق ۱۵/ظہور ۱۳۸۲ ہجری شمسی بمقام مسجد فضل لندن (برطانیہ)

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے)

أشهد أن لا إله إلا الله وحده لا شريک له وأشهد أن محمداً عبده و رسوله–
أما بعد فأعوذ بالله من الشيطان الرجيم– بسم الله الرحمٰن الرحيم –
الحمدلله رب العٰلمين – الرحمٰن الرحيم – مٰلک يوم الدين – إياک نعبد و إياک نستعين –
اهدنا الصراط المستقيم – صراط الذين أنعمت عليهم غير المغضوب عليهم ولا الضالين–

﴿وَاِنْ جَنَحُوْا لِلسَّلْمِ فَاجْنَحْ لَهَا وَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ ۔اِنَّهٗ هُوَالسَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ﴾۔

دنیا میں سب سے زیادہ توکل اللہ تعالیٰ انبیاء میں پیدا کرتا ہے اور ان کو خود تسلی دیتا ہے کہ تم فکر نہ کرو مَیں ہر معاملے میں تمہارے ساتھ ہوں۔ کوئی دشمن تمہیں کوئی تکلیف نہیں پہنچا سکتا۔ مَیں تم میں اور دیکھنے والا ہوں اگر دشمن نے غلط نظر سے دیکھنے کی کوشش کی یا کوئی سازش کرنے کی کوشش کی تو مَیں جو ہر بات کا علم رکھنے والا اور تیری دعاؤں کو سننے والا ہوں خود اس کا علاج کرلوں گا۔ اور اس طرح باقی روزمرہ کے معاملات میں بھی انبیاء کا توکل بہت بڑھا ہوا ہوتا ہے کیونکہ وہ اس یقین پر قائم ہوتے ہیں کہ خدا ہر قدم پر ان کے ساتھ ہے، ہر معاملے میں ان کے ساتھ ہے اور پھر اسی طرح روحانی مدارج اور مقام کے لحاظ سے توکل کے معیار آگے مومنین میں قائم ہوتے چلے جاتے ہیں تو جو آیت ابھی مَیں نے تلاوت کی ہے اس کا ترجمہ ہے: اور اگر وہ صلح کے لئے جُھک جائیں تو تُو بھی اُس کے لئے جُھک جا اور اللہ پر توکل کر۔ یقیناً وہی بہت سننے والا (اور) دائمی علم رکھنے والا ہے۔

تفسیر روح المعانی میں علامہ شہاب الدین آلوسی اس آیت کی تشریح میں لکھتے ہیں کہ:

"﴿وَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ﴾ سے یہ مراد ہے کہ اپنا معاملہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے سپرد کردے اور اس امر سے خائف نہ ہو۔ اگر وہ تیرے لئے اپنے بازو سلامتی کے لئے جھکائیں تو کہیں ایسا نہ ہو کہ ان کے بازو مکر اور سازشوں سے لپٹے ہوئے ہوں۔ ﴿اِنَّهٗ﴾ سے مراد اللہ جل شانہ ہے۔ ﴿هُوَالسَّمِيْعُ﴾ سے مراد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ دھوکہ دہی کی ان تمام باتوں کو جو وہ علیحدگیوں میں کرتے ہیں سنتا ہے۔ ﴿اَلْعَلِيْمُ﴾ سے مراد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کی نیتوں کو بھی جانتا ہے۔ پس وہ ان سے ایسا مؤاخذہ کرے گا جس کے وہ مستحق ہیں اور ان کی تدابیر کو ان پر الٹا دے گا۔ (تفسير روح المعانی)

تو یہاں اس سے ایک بات تو یہ بھی واضح ہوگئی کہ اسلام پر جو یہ اعتراض کیا جاتا ہے کہ یہ جنگجو قسم کا مذہب ہے، اس اعتراض کو بھی یہاں دور کردیا گیا ہے۔ کہ اگر دشمن اپنی کمزوری کی وجہ سے یا کسی چال کی وجہ سے صلح کرنا چاہے تو تم بھی اللہ کی خاطر صلح کرلو۔ کیونکہ اسلام کا تو مقصد ہی امن قائم کرنا ہے۔ پھر یہ نہیں ہوگا کہ ان کو مفتوح کرکے یا مسلمان بنانے کے بعد ہی صلح کی بنیاد ڈالنی ہے بلکہ اگر ان کی طرف سے صلح کا ہاتھ بڑھتا ہے تو تُو بھی صلح کا ہاتھ بڑھا، مسلمانوں کو یہی حکم ہے۔ پھر یہ نہیں سوچنا کہ دشمن چال چل رہا ہے اور اس وقت چاہتا ہے تاکہ اپنی طاقت اکٹھی کرے اور پھر جنگ کے سامان میسر آئیں اور پھر حملہ کرے۔ تو یہ بات اس سے واضح ہوگئی، ظاہر ہوگیا کہ مسلمان اس زمانہ میں بھی صرف اپنے آپ کو بچانے کے لئے جنگ لڑ رہے تھے۔ تو اب جب دشمن صلح کی طرف ہاتھ بڑھاتا ہے تو قطع نظر اس کے کہ اس کا اپنا طاقت جمع کرکے دوبارہ حملہ کرنے کا امکان پیدا ہوسکتا ہے تم صلح کرو اور اللہ پر توکّل کرو خدا خود سنبھال لے گا۔ تو ایک تو یہ بھی اس سے ردّ ہوا۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اس آیت کے پہلے حصے کی تشریح کرتے ہوئے یعنی اگر وہ صلح کریں تو تم بھی صلح کرلو۔ فرماتے ہیں کہ اصل میں مومن کو بھی تبلیغ دین میں حفظ مراتب کا خیال رکھنا چاہئے۔ جہاں نرمی کا موقع ہو وہاں سختی اور درشتی نہ کرے اور جہاں بجز سختی کرنے کے کام ہوتا نظر نہ آوے وہاں نرمی کرنا بھی گناہ ہے۔ ایک جگہ اس ضمن میں آپ نے فرمایا ہے کہ باوجود فرعون کے سخت کفر کے حضرت موسیٰؑ کو اس سے نرمی سے بات کرنے کا حکم تھا۔

تو دعوت الی اللہ میں بھی یہ اصول ہر احمدی کو مدنظر رکھنا چاہئے۔ یہ تو مختصراً مَیں نے ذکر کیا توکل کے بارہ میں اور اس آیت کی مختصر تفسیر میں کہ دشمن کے ساتھ اگر معاملہ پڑے تو کیا طریق اختیار کرنا چاہئے اور پھر معاملہ اللہ تعالیٰ پر چھوڑنا چاہئے اور اسی پر توکّل کرنا چاہئے۔ لیکن روزمرہ کے معاملات میں بھی توکّل علی اللہ کی بہت ضرورت ہے۔ اور اللہ تعالیٰ پر توکّل تبھی پیدا ہوتا ہے جب خدا کی ذات پر اس کی طاقتوں پر کامل یقین پیدا ہو۔ جیسا کہ اس آیت میں جو مَیں ابھی پڑھتا ہوں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ ﴿اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِيْنَ اِذَا ذُكِرَاللّٰهُ وَجِلَتْ قُلُوْبُهُمْ وَاِذَا تُلِيَتْ عَلَيْهِمْ اٰيٰتُهٗ زَادَتْهُمْ اِيْمَانًا وَّعَلٰى رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُوْنَ﴾۔ (سورة الانفال:۳)

ترجمہ اس کا یہ ہے کہ مومن صرف وہی ہیں کہ جب اللہ کا ذکر کیا جاتا ہے تو ان کے دل ڈر جاتے ہیں اور جب ان پر اُس کی آیات پڑھی جاتی ہیں تو وہ ان کو ایمان میں بڑھا دیتی ہیں اور وہ اپنے ربّ پر ہی توکل کرتے ہیں۔

توکّل کی اعلیٰ ترین مثالیں تو حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہی رقم فرمائی ہیں اور کیوں نہ ہو، آپ ہی تو انسان کامل تھے۔ اور ساتھ ہی امت کو بھی سبق دے دیا کہ میری پیروی کروگے، خدا سے دل لگاؤ گے، اس کی ذات پر ایمان اور یقین پیدا کروگے تو تمہیں بھی ضائع نہیں کرے گا۔ اور اپنے پر توکّل کرنے کے نتیجہ میں وہ تمہیں بھی اپنے حصار عافیت میں لے لے گا۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے توکل کے بارہ میں بعض احادیث میں یہاں بیان کرتا ہوں۔ یہ بچپن سے ہم سنتے آرہے ہیں لیکن جب بھی پڑھیں ایمان میں ایک نئی تازگی پیدا ہوتی ہے اور ایمان مزید بڑھتا ہے۔

وہ واقعہ یاد کریں جب سفر طائف سے واپسی پر رسول اللہ نے کچھ روز نخلہ میں قیام فرمایا۔ زید بن حارثہ نے آپ کی خدمت میں عرض کیا کہ یا رسول اللہ اب آپ مکہ میں کیسے داخل ہوں گے جبکہ وہ آپ کو نکال چکے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کس شان سے، توکل سے جواب دیا کہ اے زید تم دیکھو گے کہ اللہ ضرور کوئی راہ نکال دے گا اور اللہ اپنے دین کا مددگار ہے۔ وہ اپنے نبی کو غالب کرکے رہے گا۔ چنانچہ نبی کریمؐ نے سرداران قریش کو پیغام بھجوائے کہ آپ کو اپنی پناہ میں لے کر مکہ میں داخل کرنے کا انتظام کریں۔ کئی سرداروں نے انکار کردیا بالآخر مکہ کے ایک شریف سردار مطعم بن عدی نے آپ کو اپنی پناہ میں مکہ میں داخل کرنے کا اعلان کیا۔ پھر آخرکار جب مظالم حد سے زیادہ بڑھ گئے اور مکہ سے ہجرت کا وقت آیا تو کمال وقار سے آپؐ نے وہاں سے ہجرت فرمائی۔ غار میں پناہ کے وقت دشمن جب سر پر آن پہنچا تو پھر بھی کس شان سے اللہ تعالیٰ پر توکل کرتے ہوئے اس کے وعدوں پر یقین کرتے ہوئے آپ نے فرمایا۔ حضرت ابوبکرؓ اس بارہ میں روایت کرتے ہیں کہ مَیں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ غار میں تھا۔ مَیں نے اپنا سر اٹھا کر نظر کی تو تعاقب کرنے والوں کے پاؤں دیکھے۔ اس پر مَیں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ یا رسول اللہ اگر کوئی نظر نیچے کرے گا تو ہمیں دیکھ لے گا۔ آپؐ نے فرمایا: چپ اے ابوبکر! ہم دو ہیں اور ہمارے ساتھ تیسرا خدا ہے۔ تو یہ ہے وہ توکل کا اعلیٰ معیار جو صرف اور صرف رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں ہمیں نظر آتے ہیں۔ اور پھر آپ دیکھیں جب غار سے نکل کر سفر شروع کیا تو کیا شان استغنا تھی اور کس قدر اللہ تعالیٰ کی ذات پر توکل تھا۔

حضرت ابوبکرؓ کی روایت ہے کہ سفر ہجرت کے دوران جب سراقہ گھوڑے پر سوار تعاقب کرتے ہوئے ہمارے قریب پہنچ گیا تو مَیں نے عرض کیا یا رسول اللہ! اب تو پکڑنے والے بالکل سر پر آ پہنچے اور مَیں اپنے لئے نہیں بلکہ آپ کی خاطر فکرمند ہوں۔ آپؐ نے فرمایا! لَاتَحْزَنْ اِنَّ اللّٰہَ مَعَنَا ۔ کہ غم نہ کرو اللہ ہمارے ساتھ ہے۔ چنانچہ اسی وقت آپ کی دعا سے سراقہ کا گھوڑا زمین میں دھنس گیا اور وہ آپ کی خدمت میں امان کا طالب ہوا۔ اس وقت آپؐ نے سراقہ کے حق میں یہ عظیم الشان پیشگوئی فرمائی کہ سراقہ اس وقت تمہارا کیا حال ہوگا جب کسریٰ کے کنگن تمہارے ہاتھوں میں پہنائے جائیں گے۔ اور یہ پیشگوئی بھی بڑی شان سے بعد میں پوری ہوئی۔

پھر وہ شان بھی دیکھیں جب آپ دشمن سے صرف ایک فٹ کے فاصلہ پر تھے اور نہتے تھے اور دشمن تلوار تانے کھڑا تھا لیکن کوئی خوف نہیں۔ کیسا ایمان، کیسا یقین اور کیسا توکل ہے خدا کی ذات پر۔

جابرؓ کہتے ہیں کہ غزوہ ذات الرقاع میں ہم حضور کے ساتھ تھے۔ ایک دن ہم ایک سایہ دار درخت کے پاس پہنچے۔ ہم نے آنحضرت ﷺ کے آرام کے لئے اس کو منتخب کیا۔ اچانک ایک مشرک وہاں آن پہنچا۔ جب آپؐ کی تلوار درخت سے لٹک رہی تھی اس نے تلوار سونت لی اور کہنے لگا کیا تم مجھ سے ڈرتے ہو یا نہیں۔ حضورؐ نے اسے جواب دیا: نہیں۔ اس نے پھر کہا مجھ سے تمہیں کون بچا سکتا ہے۔ آپؐ نے فرمایا: اللہ۔ اس پر تلوار اس کے ہاتھ سے گر پڑی۔ تو حضور نے تلوار اٹھائی اور فرمایا کہ اب مجھ سے تمہیں کون بچا سکتا ہے۔ اس پر وہ کہنے لگا کہ آپ درگزر فرمادیں۔ آپؐ نے فرمایا کیا تو گواہی دیتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں اور مَیں اللہ کا رسول ہوں۔ وہ تھا بھی پکا مشرک۔ اس پر اس نے کہا: نہیں۔ لیکن مَیں آپ سے عہد کرتا ہوں کہ آپ سے کبھی لڑائی نہیں کروں گا۔ اور نہ ان لوگوں کے ساتھ شامل ہوں گا جو آپ سے لڑتے ہیں۔ اس پر آپ نے اسے چھوڑ دیا۔ وہ اپنے ساتھیوں سے جاملا اور ان سے کہنے لگا، مَیں تمہارے ہاں ایک ایسے شخص کے پاس سے آیا ہوں جو لوگوں میں سب سے بہتر ہے۔

(بخاری کتاب المغازی با ب غزوة ذات الرقاع)

یہ ٹھیک ہے کہ آنحضرت ﷺ سے خدا تعالیٰ کا جو سلوک تھا اور جو وعدے تھے وہ عام مسلمان کے لئے یا عام انسان کے لئے نہیں ہوسکتا۔ لیکن جیسا کہ اس حدیث سے ظاہر ہے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا روایت کرتی ہیں کہ رات کے وقت آنحضرت ﷺ کی حفاظت کی غرض سے پہرہ لگا کرتا تھا۔ حضور کو جب ﴿وَاللّٰہُ یَعْصِمُکَ مِنَ النَّاسِ﴾ کی وحی نازل ہوئی کہ اللہ تعالیٰ لوگوں کے برے ارادوں سے تجھے محفوظ رکھے گا۔ تو حضور ﷺ نے خیمہ سے باہر جھانکا اور فرمایا کہ اب تم لوگ جا سکتے ہو کیونکہ اللہ تعالیٰ نے خود میری حفاظت کی ذمہ داری لی ہے۔ لیکن یہاں اپنی امت کو خدا تعالیٰ کی ذات پر یقین قائم کرنے کے لئے اور اس پر توکل کرنے کی ترغیب دلاتے ہوئے آپؐ ایک جگہ یہ فرماتے ہیں کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میری امت کے ستّر ہزار لوگ جنت میں بغیر حساب کے داخل ہوں گے۔ یہ وہ لوگ ہوں گے جو دوسروں کے عیوب کی تلاش میں لگے نہیں رہتے اور نہ ہی فال لینے والے ہوں گے بلکہ اپنے ربّ پر توکل کرتے ہوں گے۔ (بخاری کتاب الرقاق)

تو اس حدیث سے ظاہر ہے کہ اگر امت کے لوگ اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی تعلیم پر عمل کرنے والے ہوں گے، بیہودہ گوئی، لغو، فضول کاموں میں ملوث نہیں ہوں گے، حقوق العباد ادا کرنے والے ہوں گے، اپنے رب پر ایمان لانے والے ہوں گے، اس پر توکل کرنے والے ہوں گے، اور اسی کی طرف جھکنے والے ہوں گے تو بغیر حساب کے جنت میں داخل ہوں گے۔

تو یہاں جو تعداد کا ذکر ہے یہ کثرت کے لئے ہے اور ساتھ ہی یہ پیشگوئی بھی ہے کہ میری امت میں ایسے لوگ کثرت سے ہوں گے انشاء اللہ، جو اللہ پر توکل رکھنے والے ہوں گے اور قیامت تک پیدا ہوتے چلے جائیں گے۔ یہ نہیں کہ جہاں ستّر ہزار کی تعداد مکمل ہوئی وہاں فرشتوں نے جنت کے گیٹ (Gate) بند کردئے کہ اب وہ آخری آدمی جو نیکیوں اور توکل کرنے والا تھا وہ تو جنت میں داخل ہوگیا اب ختم۔ اب چاہے تم توکل کرو، نیکیاں کرو یا نہ کرو جنت میں داخل نہیں ہو سکتے۔ نہیں، اللہ تعالیٰ کی رحمت کے دروازے کبھی بند نہیں ہوتے۔ اللہ کرے ہم میں سے ہر احمدی توکّل سے پُر ہو، اللہ تعالیٰ کی ذات پر ایمان اور یقین سے پر ہو، اور اس کی مغفرت اور رحمت کی چادر میں لپٹا ہوا ہو۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں۔

یاد رکھو شرک یہی نہیں کہ بتوں اور پتھروں کی تراشی ہوئی مورتیوں کی پوجا کی جاوے یہ تو ایک موٹی بات ہے۔ یہ بڑے بے وقوفوں کا کام ہے۔ دانا آدمی کو تو اس سے شرم آتی ہے۔ شرک بڑا باریک ہے۔ شرک جو اکثر ہلاک کرتا ہے وہ شرک فی الاسباب ہے یعنی اسباب پر اتنا بھروسہ کرنا کہ گویا وہی اس کے مطلوب و مقصود ہیں۔ جو شخص دنیا کو دین پر مقدم رکھتا ہے اس کی بھی یہی وجہ ہے کہ اس کو دنیا کی چیزوں پر بھروسہ ہوتا ہے اور وہ امید ہوتی ہے جو دین و ایمان سے نہیں۔ نقد فائدہ کو پسند کرتا ہے اور آخرت سے محروم۔ جب وہ اسباب پر ہی اپنی ساری کامیابیوں کا مدار خیال کرتا ہے تو خدا تعالیٰ کے وجود کو تو اس وقت وہ لغو محض اور بے فائدہ جانتا ہے اور تم ایسا نہ کرو۔ تم توکل اختیار کرو اور توکل یہی ہے کہ اسباب جو اللہ تعالیٰ نے کسی امر کے حاصل کرنے کے واسطے مقرر کئے ہوئے ہیں ان کو حتی المقدور جمع کرو اور پھر کچھ دعاؤں میں لگ جاؤ کہ اے خدا تو ہی اس کا انجام بخیر کر۔ صدہا آفات ہیں اور ہزاروں مصائب ہیں۔ جو ان اسباب کو بھی برباد اور تہ و بالا کر سکتے ہیں۔ اب ذمہ دار اس مثال سے خوب واقف ہیں۔ فصل اگتی ہے، فصل بڑھتی ہے، پکنے کے قریب ہوتی ہے ایک دم طوفان آتا ہے، اولے پڑتے ہیں اور فصل جو ہے بالکل کٹے ہوئے بھوسے کی مانند ہو جاتی ہے تو فرمایا کہ یہ دعا کرنی چاہئے کہ اس کی دستبرد سے بچا کر ہمیں سچی کامیابی اور منزل مقصود تک پہنچا۔

پھر آپ فرماتے ہیں: اصل رازق اللہ تعالیٰ ہے۔ وہ شخص جو اس پر بھروسہ کرتا ہے کبھی رزق سے محروم نہیں رہ سکتا۔ وہ ہر طرح سے اور ہر جگہ سے اپنے پر توکّل کرنے والے شخص کے لئے رزق پہنچاتا ہے۔ خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ جو مجھ پر بھروسہ کرے اور توکل کرے مَیں اس کے لئے آسمان سے برساتا اور قدموں میں سے نکالتا ہوں۔ پس چاہئے کہ ہر ایک شخص خدا تعالیٰ پر بھروسہ کرے۔

اپنا ایک واقعہ بیان کرتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں۔

"ایک دفعہ ہمیں اتفاقاً پچاس روپیہ کی ضرورت پیش آئی اور جیسا کہ اہل فقر اور توکل پر کبھی کبھی ایسی حالت گزرتی ہے اس وقت ہمارے پاس کچھ نہ تھا سو جب ہم صبح کے وقت سیر کے واسطے گئے تو اس ضرورت کے خیال نے ہم کو یہ جوش دیا کہ اس جنگل میں دعا کریں۔ پس ہم نے ایک پوشیدہ جگہ میں جا کر اس نہر کے کنارہ پر دعا کی جو قادیان سے تین میل کے فاصلہ پر بٹالہ کی طرف واقع ہے۔ جب ہم دعا کر چکے تو دعا کے ساتھ ہی ایک الہام ہوا جس کا ترجمہ یہ ہے: "دیکھ مَیں تیری دعاؤں کو کیسے جلد قبول کرتا ہوں"۔ تب ہم خوش ہو کر قادیان کی طرف واپس آئے اور بازار کا رخ کیا تا کہ ڈاکخانہ سے دریافت کریں کہ آج ہمارے نام کچھ روپیہ آیا ہے یا نہیں۔ چنانچہ ہمیں ایک خط ملا جس میں لکھا تھا کہ پچاس روپیہ لدھیانہ سے کسی نے روانہ کئے ہیں اور غالباً وہ روپیہ اسی دن یا دوسرے دن ہمیں مل گیا"۔

(نزول المسیح ، روحانی خزائن جلد ١٨ صفحہ ٦١٢)

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ:

"خدا تعالیٰ پر بھروسہ کے یہ معنے نہیں ہیں کہ انسان تدبیر کو ہاتھ سے چھوڑ دے بلکہ یہ معنے ہیں کہ تدبیر پوری کر کے پھر انجام کو خدا تعالیٰ پر چھوڑے اس کا نام توکل ہے اور اگر تدبیر نہیں کرتا اور صرف توکل کرتا ہے تو اس کا توکل پھوکا ہے"۔ (جس کے اندر کچھ نہ ہو) "اور اگر نری تدبیر کر کے اس پر بھروسہ کرتا ہے اور خدا تعالیٰ پر توکل نہیں کرتا تو وہ تدبیر بھی پھوکی" (یعنی اس کے اندر کچھ نہ ہو) "وہ تدبیر بھی پھوکی ہوگی۔ ایک شخص اونٹ پر سوار تھا۔ آنحضرت ﷺ کو اس نے دیکھا۔ تعظیم کے لئے نیچے اترا اور ارادہ کیا کہ توکل کرے اور تدبیر نہ کرے۔ چنانچہ اس نے اونٹ کا گھٹنا نہ باندھا۔ جب رسول اللہ ﷺ سے مل کر آیا تو دیکھا کہ اونٹ نہیں ہے۔ واپس آ کر آنحضرت ﷺ سے شکایت کی کہ مَیں نے تو توکل کیا تھا لیکن میرا اونٹ جاتا رہا۔ آپؐ نے فرمایا کہ تُو نے غلطی کی۔ پہلے اونٹ کا گھٹنا باندھتا، پھر توکل کرتا تو ٹھیک ہوتا"۔

(ملفوظات جلد ششم ۔مطبوعہ لندن صفحہ ٣٣٤)

آپؑ فرماتے ہیں: "توکل کرنے والے اور خدا کی طرف جھکنے والے کبھی ضائع نہیں ہوتے۔ جو آدمی صرف اپنی کوششوں میں رہتا ہے اس کو سوائے ذلت کے اور کیا حاصل ہوسکتا ہے۔ جب سے دنیا پیدا ہوئی ہمیشہ سے سنت اللہ یہی چلی آتی ہے کہ جو لوگ دنیا کو چھوڑتے ہیں وہ اس کو پاتے ہیں اور جو اس کے پیچھے دوڑتے ہیں وہ اس سے محروم رہتے ہیں۔ جو لوگ خدا تعالیٰ کے ساتھ تعلق نہیں رکھتے وہ اگر چند روز مکر و فریب سے کچھ حاصل کر بھی لیں تو وہ لاحاصل ہے کیونکہ آخر ان کو سخت ناکامی دیکھنی پڑتی ہے۔ اسلام میں عمدہ لوگ وہی گزرے ہیں جنہوں نے دین کے مقابلہ میں دنیا کی کچھ پروا نہ کی۔ ہندوستان میں قطب الدین اور معین الدین خدا کے اولیاء گزرے ہیں ان لوگوں نے پوشیدہ خدا تعالیٰ کی عبادت کی مگر خدا تعالیٰ نے ان کی عزت کو ظاہر کر دیا"۔ (بدر جلد ٦ نمبر ٣٢ ۔مورخہ ٨/اگست ١٩٠٧ء صفحہ ٨)

حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ کے بارہ میں بھی یہ واقعہ ایمان میں زیادتی کا باعث بنتا ہے۔

٤۔ ١٩٠٣ء میں مولوی کرم دین والے مقدمہ میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام گورداسپور تشریف لے جایا کرتے تھے۔ تو ایک دفعہ آپ نے پیغام بھجوایا وہاں سے کہ حضرت مولوی نورالدین صاحب اور حضرت شیخ یعقوب علی صاحب عرفانی فوراً پہنچ جائیں۔ چنانچہ شیخ صاحب کہتے ہیں کہ مَیں اور حضرت مولوی صاحب دو بجے بعد دوپہر یکہ پر بیٹھ کر بٹالہ کی طرف چل پڑے۔ شیخ صاحب کے دل

میں خیال آیا کہ حضرت مولوی صاحب کہا کرتے ہیں کہ خدا تعالیٰ کا میرے ساتھ وعدہ ہے کہ مَیں اگر کہیں جنگل بیابان میں بھی ہوں تو خدا تعالیٰ مجھے رزق پہنچائے گا اور مَیں کبھی بھوکا نہیں رہوں گا۔آج ہم بے وقت چلے ہیں پتہ لگ جائے گا کہ رات کو ان کے کھانے کا کیا انتظام ہوتا ہے۔تو کہتے ہیں بٹالہ میں مقامی جماعت کی طرف سے ایک مکان بطور مہمان خانہ ہوا کرتا تھا۔حضرت مولوی صاحب وہاں ایک چارپائی پر لیٹ گئے اور کتاب پڑھنے لگ گئے۔اس وقت اندازاً شام کے چھ بجے کا وقت ہوگا۔اچانک ایک اجنبی شخص آیا اور کہا کہ مَیں نے سنا ہے کہ آج مولوی نورالدین صاحب آئے ہوئے ہیں، وہ کہاں ہیں؟مَیں نے کہا وہ یہ لیٹے ہوئے ہیں۔کہنے لگا حضور! میری ایک عرض ہے آج شام کی دعوت میرے ہاں قبول فرمائیے۔ مَیں ریلوے میں ٹھیکیداری کرتا ہوں اور میری بیلسٹ ٹرین کھڑی ہوئی ہے اور مَیں نے امرتسر جانا ہے۔ میرا ملازم حضور کے لئے کھانا لے آئے گا۔حضرت مولوی صاحب نے فرمایا، بہت اچھا۔چنانچہ شام کے وقت اس کا ملازم بڑا پرتکلف کھانا لے کر حاضر ہوا۔اور ہم دونوں نے سیر ہو کر کھالیا۔شیخ صاحب کہنے لگے میرے دل میں خیال آیا کہ ان کی بات تو صحیح ہوگئی اور انہیں خدا نے واقعہ میں کھانا بھجوا دیا۔

چونکہ گاڑی رات دس بجے کے بعد چلتی تھی۔مَیں نے حضرت مولوی صاحب سے عرض کیا کہ اندھیرا ہو رہا ہے، پھر مزدور نہیں ملے گا۔ہم کسی مزدور کو بلا لیتے ہیں اور سٹیشن پر پہنچ جاتے ہیں۔وہاں ویٹنگ روم میں ہم آرام کرلیں گے۔حضرت مولوی صاحب نے فرمایا بہت اچھا۔چنانچہ ایک مزدور بلایا......اور وہ ہم دونوں کے بستر لے کر سٹیشن پہنچ گیا۔چونکہ گاڑی رات کے دس بجے کے بعد آتی تھی مَیں نے آپ کا بستر کھول دیا تاکہ حضرت مولوی صاحب آرام فرمالیں۔جب مَیں نے بستر کھولا تو اللہ تعالیٰ اس بات پر گواہ ہے کہ اس کے اندر سے ایک کاغذ میں لپٹے ہوئے دو پراٹھے نکلے جن کے ساتھ قیمہ رکھا ہوا تھا۔مَیں سخت حیران ہوا اور مَیں نے دل میں کہا لو بھئی وہ کھانا بھی ہم نے کھالیا اور یہ خدا کی طرف سے اور کھانا بھی آ گیا۔ کیونکہ اس کھانے کا ہمیں مطلقاً علم نہیں تھا۔

مَیں نے حضرت مولوی صاحب سے عرض کیا کہ حضور جب قادیان سے چلے تھے تو چونکہ اچانک اور بے وقت چلے تھے مَیں نے دل میں سوچا کہ آج ہم دیکھیں گے کہ مولوی صاحب کا کھانا کہاں سے آتا ہے۔تو پہلے آپ کی دعوت ہوگئی اور اب یہ پراٹھے بستر سے بھی نکل آئے ہیں۔حضرت مولوی صاحب نے فرمایا: شیخ صاحب! اللہ تعالیٰ کو آزمایا نہ کرو اور اللہ تعالیٰ سے ڈرو۔اس کا میرے ساتھ خاص معاملہ ہے۔

حضرت خلیفہ اولؓ اپنے ایک دوست کا واقعہ بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:’’میرے ایک دوست بڑے مہمان نواز تھے۔ایک دن ایک مہمان آیا۔عشاء کی نماز کا وقت تھا۔پاس پیسہ تک نہ تھا۔اسے کہا کہ آپ ذرا لیٹ جاویں مَیں آپ کے کھانے کا بندوبست کرتا ہوں۔اس کے بعد انہوں نے دعا کی، توجہ کی اور کہا اُفَوِّضُ اَمْرِیْ اِلَی اللّٰہِ۔اِنَّ اللّٰہَ بَصِیْرٌ بِالْعِبَادِ مولا تیرا ہی مہمان ہے، یکایک ایک آدمی نے آواز دی کہ لینا میرے ہاتھ جل گئے۔ایک کاب (ٹرے) پلاؤ کا تھا۔نہ اس نے اپنا نام بتایا، نہ ان کو جلدی میں خیال رہا۔وہ کاب مدت تک بطور امانت رہا کوئی مالک پیدا نہ ہوا۔تو توکل عجیب چیز ہے۔

آنحضرت ﷺ کی قوت قدسی نے صحابہ میں اللہ تعالیٰ کی ذات پر ایمان اور یقین اور یہ یقین کہ اللہ تعالیٰ ہماری دعاؤں کو سنتا ہے۔اور اس کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ پر توکل کے وہ اعلیٰ معیار قائم کر دئے تھے جو کسی سے چھپے ہوئے نہیں۔یہاں مَیں ایک روایت پیش کرتا ہوں جس میں اللہ تعالیٰ پر توکل اور دعا کی قبولیت پر یقین کا پتہ چلتا ہے۔اور دعا ہمیں بھی کرنی چاہئے۔

حضرت طلق رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص حضرت ابودرداء کے پاس آیا اور کہا کہ آپ کا گھر جل گیا ہے تو آپ نے فرمایا کہ میرا گھر نہیں جلا۔پھر دوسرا شخص آیا اور اس نے کہا کہ آپ کا گھر جل گیا ہے۔تو آپ نے فرمایا کہ میرا گھر نہیں جلا۔پھر تیسرا شخص آیا اور کہا کہ اے ابودرداءؓ! آگ لگی تھی اور جب آپ کے گھر کے قریب پہنچی تو بجھ گئی۔آپؓ نے فرمایا کہ مجھے معلوم تھا کہ اللہ تعالیٰ ایسا نہیں کرے گا۔

حاضرین مجلس نے حضرت ابودرداء سے کہا کہ آپؓ کی دونوں باتیں عجیب ہیں۔پہلے (یہ کہنا) کہ میرا گھر نہیں جلا اور پھر یہ کہنا کہ مجھے علم تھا کہ اللہ ایسا نہیں کرے گا۔ آپؓ نے فرمایا کہ یہ مَیں نے ان کلمات کی وجہ سے کہا تھا جو مَیں نے آنحضور ﷺ سے سنے تھے۔آپؐ نے فرمایا تھا کہ جس نے یہ کلمات صبح کے وقت کہے اسے شام تک کوئی مصیبت نہیں پہنچے گی اور جس نے شام کے وقت یہ کلمات کہے اسے صبح تک کوئی مصیبت نہیں پہنچے گی اور وہ کلمات یہ ہیں:

اَللّٰھُمَّ اَنْتَ رَبِّی لَااِلٰہَ اِلَّا اَنْتَ عَلَیْکَ تَوَکَّلْتُ وَاَنْتَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِیْم۔ مَاشَاءَ اللّٰہُ کَانَ وَلَمْ یِشَآء لَمْ یَکُنْ۔ لَاحَوْلَ وَلَاقُوَّۃَ اِلَّابِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْم۔ اَعْلَمُ اَنَّ اللّٰہَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْر۔ وَاَنَّ اللّٰہَ قَدْ اَحَاطَ بِکُلِّ شَیْءٍ عِلْمًا۔ اَللّٰھُمَّ اِنِّی اَعُوْذُبِکَ مِنْ شَرِّ نَفْسِیْ وَمِنْ شَرِّ کُلِّ دَآبَّۃٍ اَنْتَ آخِذٌ بِنَاصِیَتِھَا اِنَّ رَبِّی عَلٰی صِرَاطٍ مُسْتَقِیْم۔یعنی اے میرے اللہ! تو ہی میرا رب ہے۔تیرے سوا کوئی معبود نہیں۔مَیں تجھ پر ہی توکل کرتا ہوں اور تو ہی عرش عظیم کا رب ہے۔اور جو تو نے چاہا ہو گیا اور جو نہ چاہا وہ واقعہ نہ ہوا۔اعلیٰ اور عظمت والے اللہ کے سوا کسی کو کوئی طاقت حاصل نہیں۔ اور مَیں جانتا ہوں کہ اللہ ہر چیز پر قادر ہے اور اس کا علم ہر چیز پر حاوی ہے۔اے اللہ مَیں اپنے نفس کے شر اور ہر اس جاندار کے شر سے جو تیرے قبضہ قدرت میں ہے تیری پناہ میں آتا ہوں۔یقیناً میرا رب سیدھے راستہ پر ہے۔

تو یہی توکل تھا جس کی مثالیں ہمیں اس زمانہ میں بھی نظر آتی ہیں کہ باوجود اس کے کہ چاروں طرف آگ پھیلی ہوئی تھی لیکن اس یقین پر قائم رہنے کی وجہ سے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے خدا کا وعدہ ہے کہ آگ ہماری غلام بلکہ غلاموں کی بھی غلام ہے۔حضرت مولوی رحمت علی صاحب کو اسی وعدہ نے گھر میں بٹھائے رکھا جبکہ اردگرد چاروں طرف آگ تھی۔اور پھر اللہ تعالیٰ نے بارش کے ذریعہ سے ان تک اس آگ کو پہنچنے نہ دیا اور یہ آگ ان کے گھر تک پہنچنے سے پہلے ہی بجھ گئی۔

تو یہ مثالیں ہمیں پھر نظر آتی ہیں جو ایمان اور یقین میں اضافہ کا باعث بنتی ہیں۔جیسا کہ مَیں پہلے عرض کر چکا ہوں کہ روزمرہ کے معاملات میں بھی توکل کی کمی بہت سی برائیوں میں اضافہ کا باعث بنتی ہے۔ مثلاً غلط بیانی ہے، جھوٹ ہے، جو انسان بعض دفعہ اپنے آپ کو کسی سزا سے بچانے کے لئے بول لیتا ہے۔یا افسر کی ناراضگی سے بچنے کے لئے غلط بیانی سے یا جھوٹ سے کام لیتا ہے اور اس بات پر بڑے خوش ہوتے ہیں کہ دیکھو مَیں نے عدالت کو یا افسر کو ایسا چکر دیا اور اپنے حق میں فیصلہ کروالیا۔اور اس کے علاوہ پھر افسروں کی خوشامد ہے۔یہ اس قدر گر کر ناجائز حد تک جی حضوری کی عادت پیدا ہو جاتی ہے کہ دوسروں کو دیکھ کر بھی اس سے کراہت آ رہی ہوتی ہے کہ اس نے اپنے افسر کو خدا بنا لیا ہے۔اپنا رازق ایسے لوگ اپنے افسروں کو ہی سمجھتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کی ذات پر ذرا سا بھی توکل نہیں ہوتا۔اس پر یقین ہی نہیں ہوتا اور پھر آہستہ آہستہ ایسے لوگ بندے کو بھی خدا کا درجہ دے دیتے ہیں۔تو دیکھیں غیر محسوس طریقے سے جھوٹ اور جھوٹی خوشامد شرک کی طرف لے جاتی ہے اور پھر اس طرف دھیان ہی نہیں جاتا کہ وہ سمیع و علیم خدا بھی ہے جو میرے حالات بھی جانتا ہے، جس کے آگے مَیں جھکوں، اپنی تکالیف بیان کروں، اپنے معاملات پیش کروں۔تو وہ دعاؤں کو سننے والا ہے، وہی میری مدد کرے گا، اور مشکلات سے نکالے گا اور نکالنے کی طاقت رکھتا ہے۔اور اسی پر مَیں توکل کرتا ہوں۔تو یہ باتیں پھر جھوٹوں اور خوشامدیوں کے دماغوں میں کبھی آ ہی نہیں سکتیں۔پس ہر احمدی کو ان باتوں سے پرہیز کرنا چاہئے۔اور اس طریق پر چلنا چاہئے جو حضرت اقدس محمد رسول اللہ ﷺ نے ہمیں بتائے اور جن کو اس زمانے میں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے اپنے عمل سے ہمارے سامنے رکھا۔

آپ فرماتے ہیں کہ:’’مجھے یاد ہے مَیں نے ایک مرتبہ امرتسر ایک مضمون بھیجا۔اس کے ساتھ ہی ایک خط بھی تھا۔رلیارام کے وکیل ہند اخبار کے متعلق تھا۔میرے اس خط کو خلاف قانون ڈاکخانہ قرار دے کر مقدمہ بنایا گیا۔وکلاء نے بھی کہا کہ اس میں بجز اس کے رہائی نہیں جو اس خط سے انکار کر دیا جاوے، گویا جھوٹ کے سوا بچاؤ نہیں۔مگر مَیں نے اس کو ہرگز پسند نہ کیا بلکہ یہ کہا کہ اگر سچ بولنے سے سزا ہوتی ہے تو ہونے دو، جھوٹ نہیں بولوں گا۔آخر وہ مقدمہ عدالت میں پیش ہوا۔ڈاکخانوں کا افسر بحیثیت مدعی حاضر ہوا۔مجھ سے جس وقت اس کے متعلق پوچھا گیا تو مَیں نے صاف طور پر کہا کہ یہ میرا خط ہے مگر مَیں نے اس کو جزو مضمون سمجھ کر اس میں رکھا ہے۔مجسٹریٹ کی سمجھ میں یہ بات آ گئی اور اللہ تعالیٰ نے اس کو بصیرت دی۔ ڈاکخانوں کے افسر نے بہت زور دیا مگر اس نے ایک نہ سنی اور مجھے رخصت کر دیا۔مَیں کیونکر کہوں کہ جھوٹ کے بغیر گزارہ نہیں۔ایسی باتیں نری بیہودگیاں ہیں۔سچ تو یہ ہے کہ سچ کے بغیر گزارہ نہیں۔مَیں اب تک بھی جب اپنے اس واقعہ کو یاد کرتا ہوں تو ایک مزا آتا ہے کہ خدا تعالیٰ کے پہلو کو اختیار کیا۔اس نے ہماری رعایت رکھی اور ایسی رعایت رکھی جو بطور نشان کے ہوگئی۔﴿مَنْ یَتَوَکَّلْ عَلَی اللّٰہِ فَھُوَ حَسْبُہٗ﴾۔

(الطلاق: ۴)۔(ملفوظات جلد چہارم۔جدید ایڈیشن۔ صفحہ ۶۳۶۔۷۳۶)

fozman foods

BUYING GROUP FOR GROCERS & C.T.N. SHOPS

2 SANDY HILL ROAD, ILFORD, ESSEX

TEL: 0181-553-3611

پھر میاں بیوی کے جھگڑے ہیں یہ بھی توکّل میں کمی کی وجہ سے ہی ہوتے ہیں۔اوراس کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ عورتوں میں قناعت کا مادہ کم ہوتا ہے۔بجائے اس کے کہ وہ اپنے خاوند کی جیب کو دیکھتے ہوئے اپنے ہاتھ کھولے،اپنے دوستوں، سہیلیوں یا ہمسایوں کی طرف دیکھتی ہیں جن کے حالات ان سے بہتر ہوتے ہیں۔اور پھر خرچ کر لیتی ہیں، پھر خاوندوں سے مطالبہ ہوتا ہے کہ اور دو۔ پھر آہستہ آہستہ یہ حالت مزید بگڑتی ہے اوراس قدر بے صبری کی حالت اختیار کر لیتی ہے کہ بعض دفعہ باوجود اس کے کہ دو دو تین تین بچے بھی ہو جاتے ہیں لیکن اس بے صبری کی قناعت کی وجہ سے اور سب سے بڑھ کر یہ کہ اللہ تعالیٰ کی ذات پر توکل نہ ہونے کی وجہ سے۔کیونکہ ایسے لوگ صرف دنیاداری کے خیالات سے ہی اپنے دماغوں کو بھرے رکھتے ہیں۔اللہ تعالیٰ پر اس وجہ سے یقین بھی کم ہو جاتا ہے۔اوراگر خدا تعالیٰ پر یقین نہ ہو تو پھر اس کے سامنے جھکتے بھی نہیں،اس سے دعا بھی نہیں کرتے۔تو یہ ایک سلسلہ جب چلتا ہے تو پھر دوسرا سلسلہ چلتا چلا جاتا ہے۔اور پھر جو اللہ تعالیٰ کی طرف جھکنے والے نہ ہوں ان پر توکل کیسے رہ سکتا ہے۔تو ایسی عورتیں پھر اپنے گھروں کو برباد کر دیتی ہیں۔خاوندوں سے علیحدہ ہونے کے مطالبے شروع ہو جاتے ہیں۔اور پھر جیسا کہ مَیں نے کہا کہ ایک برائی سے دوسری برائی پیدا ہوتی چلی جاتی ہے لیکن یہ صرف عورتوں کی حد تک نہیں ہے بلکہ ایسے مرد بھی ہیں جن کو مَیں کہوں گا کہ،جن میں غیرت کی کمی ہے جو اپنی بیوی سے مطالبے کر رہے ہوتے ہیں کہ تم جہیز میں جو زیور لائی ہو مجھے دو تا کہ مَیں کاروبار کروں۔یا جو رقم اگر نقد ہے تو وہ مجھے دو تا کہ مَیں اپنے کاروبار میں لگاؤں۔اگر تو میاں بیوی کے تعلقات محبت اور پیار کے ہیں تو آپس میں افہام و تفہیم سے عورتیں دے بھی دیتی ہیں۔لیکن اگر عورت کو پتہ ہو کہ میرا خاوند نکھٹو ہے،اس میں اتنی استعداد ہی نہیں ہے کہ وہ کاروبار کر سکے اور یہ احساس ہو کہ کچھ عرصہ بعد میرا جو اپنا سرمایہ ہے،رقم ہے وہ بھی جاتی رہے گی اور گھر میں پھر فاقہ زدگی پیدا ہو جائے گی اور وہی حالات ہو جائیں گے تو وہ نہیں دیتیں اوراس سے لڑائی جھگڑے بڑھتے ہیں۔پھر یہ بھی ہوتا ہے کہ بعض دفعہ تھوڑی بے غیرتی کی حد آگے بھی چلی جاتی ہے جب ایک دفعہ بے غیرت انسان ہو جائے تو یہ مطالبہ ہو جاتا ہے کہ بیوی کو کہا جاتا ہے کہ تمہارا باپ کافی پیسے والا ہے،امیر ہے اس لئے مجھے اتنی رقم اس سے لے کر دو تا کہ مَیں کاروبار کروں۔اوراس میں لڑکے کے گھر والے بھائی بہن وغیرہ بھی شامل ہوتے ہیں جو اس کو اکساتے رہتے ہیں کہ تم اس رقم کا مطالبہ کرو۔تو گویا اب لڑکی کے پورے سسرال کو پالنا اس کی ذمہ داری ہو جاتی ہے۔تو ایسے لوگ جو اس قسم کی حرکتیں کرتے ہیں وہ ہمیشہ وہی ہوتے ہیں جو اللہ تعالیٰ کی طرف نہ جھکنے والے اور اس پر توکل نہ کرنے والے اوراس کے احکامات اور تعلیم پر عمل نہ کرنے والے ہوتے ہیں۔جو اللہ تعالیٰ کی عبادات، جو حق ہے عبادت کرنے کا اس طرح نہ کرنے والے ہوں ان میں کبھی توکل پیدا ہو ہی نہیں سکتا۔اور پھر جیسا کہ مَیں نے پہلے کہا کہ جب عائلی معاملات میں ایسے حالات پیدا ہو جائیں تو ان حالات میں بھی عورتوں پر ہی ظلم یہ ہوتا ہے کہ اگر مردوں کی ڈیمانڈ (Demand) پوری نہ کی جائیں تو ان کو گھر سے نکال دیا جاتا ہے اور بڑی تکلیف دہ صورتحال ہوتی ہے۔اور یہ ایسی صورت حال ہے جو سامنے آتی ہیں جن کا مَیں ذکر کر رہا ہوں۔تو اللہ تعالیٰ رحم فرمائے اور ایسے گھروں کو عقل اور سمجھ سے کام لینے کی توفیق عطا فرمائے اور ہر گھر، ہر احمدی گھرانہ پیار اور محبت اور الفت کا نمونہ دکھانے والا ہو۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:۔’’اصلاح نفس اور خاتمہ بالخیر ہونے کے لئے نیکیوں کی توفیق پانے کے واسطے دوسرا پہلو دعا کا ہے۔اس میں جس قدر توکل اور یقین اللہ تعالیٰ پر کرے گا اوراس راہ میں نہ تھکنے والا قدم رکھے گا اسی قدر عمدہ نتائج اور ثمرات ملیں گے۔تمام مشکلات دور ہو جائیں گی اور دعا کرنے والا التقویٰ کے اعلیٰ محل پر پہنچ جائے گا۔یہ بالکل سچی بات ہے کہ جب تک خدا تعالیٰ کسی کو پاک نہ کرے کوئی پاک نہیں ہو سکتا۔نفسانی جذبات پر محض خدا تعالیٰ کے فضل اور جذبہ ہی سے موت آتی ہے اور یہ فضل اور جذبہ دعا ہی سے پیدا ہوتا ہے اور یہ طاقت صرف دعا ہی سے ملتی ہے۔

مَیں پھر کہتا ہوں کہ مسلمانوں اور خصوصاً ہماری جماعت کو ہرگز ہرگز دعا کی بے قدری نہیں کرنی چاہئے کیونکہ یہی دعا تو ہے جس پر مسلمانوں کو ناز کرنا چاہئے۔اور دوسرے مذاہب کے آگے تو دعا کے لئے گندے پتھر پڑے ہوئے ہیں اور وہ توجہ نہیں کر سکتے ...... ایک عیسائی جو خونِ مسیح پر ایمان لاکر سارے گناہوں کو معاف شدہ سمجھتا ہے اسے کیا ضرورت پڑی ہے کہ وہ دعا کرتا رہے۔اور ایک ہندو جو یقین کرتا ہے کہ توبہ قبول ہی نہیں ہوتی اور تناسخ کے چکر سے رہائی ہی نہیں ہے وہ کیوں دعا کے واسطے ٹکریں مارتا رہے گا۔وہ تو یقیناً سمجھتا ہے کہ کتّے، بلّے، بندر، سؤر بننے سے چارہ ہی نہیں ہے۔اس لئے یاد رکھو کہ یہ اسلام کا فخر اور ناز ہے کہ اس میں دُعا کی تعلیم ہے۔اس میں کبھی سستی نہ کرو اور نہ اس سے تھکو‘‘۔

(ملفوظات جلد ۷ صفحہ ۲۶۶۔۲۶۷)

معاشرے میں آج کل بہت سارے جھگڑوں کی وجہ طبیعتوں میں بے چینی اور مایوسی کی وجہ سے ہوتی ہے جو حالات کی وجہ سے پیدا ہوتی رہتی ہے۔اور یہ مایوسی اور بے چینی اس لئے بھی زیادہ ہو گئی ہے کہ دنیاداری اور مادیت پرستی اور دنیاوی چیزوں کے پیچھے دوڑنے کی طرف زیادہ توجہ پیدا ہو گئی ہے۔اللہ تعالیٰ کی ذات پر توکل کم ہو گیا ہے اور دنیاوی ذرائع پر انحصار زیادہ ہوتا جا رہا ہے۔اس لئے اگر اپنی زندگیوں کو خوشگوار بنانا ہے تو جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ دعاؤں پر زور دیں اور اسی سے آپ کی دنیا اور عاقبت دونوں سنوریں گی۔اور یہی توکل جو ہے آپ کا آپ کی زندگی میں بھی اور آپ کی نسلوں میں بھی آپ کے کام آئے گا۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:’’اصل میں توکّل ہی ایک ایسی چیز ہے کہ انسان کو کامیاب و بامراد بنا دیتا ہے۔اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:﴿ مَنْ يَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ فَهُوَ حَسْبُهٗ ﴾ (الطلاق:۴) جو اللہ تعالیٰ پر توکل کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کو کافی ہو جاتا ہے بشرطیکہ سچے دل سے توکل کے اصل مفہوم کو سمجھ کر صدق دل سے قدم رکھنے والا ہو اور صبر کرنے والا اور مستقل مزاج ہو ،مشکلات سے ڈر کر پیچھے نہ ہٹ جاوے‘‘۔

’’اوراس کے کام بھی ایسے ہی ہیں۔پس انسان کو لازم ہے کہ اس کا غم نہ کرے اور آخرت کا فکر زیادہ رکھے۔اگر دین کے غم انسان پر غالب آجاویں تو دنیا کے کاروبار کا خود خدا متکفل ہو جاتا ہے‘‘۔(ملفوظات جلد دہم صفحہ ۲۵۲۔مطبوعہ لندن)

ایک حدیث ہے جس میں بہت ہی پیاری ایک دعا سکھائی گئی ہے۔حضرت ابن عباسؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ رات کو جب تہجد پڑھتے تو یہ دعا کرتے کہ اے ہمارے اللہ! تمام تعریفیں تیرے ہی لئے ہیں، آسمان اور زمین کو تو ہی قائم رکھنے والا ہے۔تمام تعریفیں تیرے ہی لئے ہیں۔تو ہی زمین اور آسمانوں اور جو کچھ ان کے درمیان ہے سب کا رب ہے۔تمام تعریفیں تیرے ہی لئے ہیں۔تُو آسمانوں اور زمین کا اور جو کچھ ان کے درمیان ہے سب کا نور ہے۔تو حق ہے، تیرا قول حق ہے، تیرا وعدہ حق ہے، تیری ملاقات حق ہے، جنت حق ہے، جہنم حق ہے اور قیامت حق ہے۔اے میرے اللہ! مَیں تیری ہی فرمانبرداری اختیار کرتا ہوں اور تجھ پر ہی ایمان لایا ہوں اور تجھ پر ہی توکل کرتا ہوں اور اپنے تمام جھگڑے تیرے ہی حضور پیش کرتا ہوں اور تجھ سے ہی فیصلہ طلب کرتا ہوں۔میری اگلی اور پچھلی، ظاہری اور پوشیدہ خطائیں معاف فرما اور وہ خطائیں جنہیں تو مجھ سے زیادہ جانتا ہے۔تیرے سوا کوئی معبود نہیں۔

اللہ تعالیٰ ہمیں یہ دعائیں کرنے اوراس کے مطابق اپنی زندگیوں کو ڈھالنے کی توفیق عطا فرمائے۔آمین

SOUTHFIELDS SOLICITORS

£ 60 WORTH OF FREE LEGAL ADVICE

As an introduction to our firm we are making a special offer of FREE legal advice for **20 MINUTES** in the matters listed below. To avail of this offer you need to quote this advert when visiting our offices.

We hold Legal Aid Franchise in CRIME and we offer:

1. FREE LEGAL ADVICE AND 24 HOURS ASSITANCE AT POLICE STATION
2. MAGISTRTAES COURTS AND CROWN COURT TRIALS.

We provide the following Legal Services

(I) FREE CRIMINAL REPRESENTATIONS AT POLICE STATION; MAGISTRATES and CROWN COURTS and PRISONERS

(II) WE OBTAIN MAXIMUM DAMAGES FOR YOU IF YOU ARE NOT AT FAULT IN ANY ACCIDENT.

WE HAVE OBTAINED DAMAGES FOR OUR CLIENTS BETWEEN £ 6000 TO £ 70,000 IN RECENT CASES. WE ACT ON GENUINE " NO WIN NO FEE BASIS."

(iii) WE DEAL WITH WILLS AND PROBATE .YOU CAN SAVE INHERITANCE TAX BY MAKING TAX SAVING PROVISIONS IN YOUR WILL. WE ASSIST WITH PROBATE MATTERS.

(III) WE ALSO ADVISE AND ASSIST IN:

- **FAMILY / DIVORCE MATTERS**
- **CIVIL LITIGATION**
- **IMMIGRATION**
- **BUYING AND SELLING OF PROPERTIES**

Please contact: Mr Hamid Iqbal on
Telephone: 0208-871-5007 Mobiles:07802161256 /07709302077
3-9 Broomhill Road 202 Down House Wandsworth SW 18 4 JQ

دین اسلام میں جبر کی کوئی گنجائش نہیں

(نذیر احمد خادم۔ بھاولنگر، پاکستان)

دین اسلام جبر وتشدد سے نہیں بلکہ اپنی حسین تعلیم سے پھیلا ہے۔ بانیٔ اسلام حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کا عملی نمونہ اس بات کا زندہ ثبوت ہے۔ ۲۰/جون ۲۰۰۳ء کے خطبہ جمعہ میں امام جماعت احمدیہ حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے آزادیٔ ضمیر، حریت فکر اور مذہبی آزادی کی علمبردار قرآن حکیم کی عظیم الشان آیت ﴿لَا اِكْرَاهَ فِي الدِّيْنِ﴾ (یعنی دین میں کسی قسم کا جبر جائز نہیں) کو بنیاد بناتے ہوئے رسول کریم ﷺ کی پاک عملی زندگی اور اسوہ حسنہ کے حوالہ سے دو اور دو چار کی طرح ثابت کیا کہ اشاعت اسلام کا جبر وتشدد سے کوئی دور کا بھی واسطہ نہیں۔ آنحضور ﷺ نے ہمیشہ نرمی، محبت واخلاق، صبر وتحمل، عمدہ نمونہ اور پرحکمت وپراثر دلائل سے کام لے کر اسلام کی اشاعت کی۔ آج دنیا میں چاروں طرف قتل وغارت، ظلم وبربریت اور تشدد کا بازار گرم ہے۔ ہر کوئی اپنے نظریات وخیالات کو بندوق کی نالی اور بموں کے حملوں سے پھیلانے کی کوشش کر رہا ہے۔ آج ہمیشہ سے بڑھ کر اسلام کی امن وآشتی کی تعلیم کو عام کرنے کی ضرورت ہے۔ چنانچہ وقت کے اس اہم تقاضا کے پیش نظر حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے احمدی احباب کو اسلام کی حسین تعلیم کو عام کرنے کی ہدایت فرمائی ہے۔ اس ارشاد کی تعمیل میں خاکسار یہ چند سطور سپرد قلم کر رہا ہے۔

مقام غور ہے کہ آخر جبر واکراہ سے کون سا مقصد حاصل کیا جاسکتا ہے۔ ظلم وجبر یا سختی اور تشدد کا راستہ اپنا کر کسی گروہ یا انسان کی گردن تو وقتی طور پر جھکائی جاسکتی ہے، اس کی کھوپڑی تو توڑی جاسکتی ہے مگر اس کا خیال نہیں بدلا جاسکتا، اس کی سوچ تبدیل نہیں کی جاسکتی۔ ڈانٹ ڈپٹ اور مار دھاڑ سے دلوں میں نفرت تو بھری جاسکتی ہے، محبت پیدا نہیں کی جاسکتی۔ جہاں تک اسلام کے نام لیواؤں اور متوالوں کی طرف سے جبر اور دھمکی آمیز بیانات کا تعلق ہے وہ خدا را یہ تو سوچیں کہ اسلام دین فطرت ہے، اسلام کی ساری تعلیم سراسر رحمت اور انسانی فطرت کو اپیل کرنے والی ہے۔ پیغمبر اسلام ﷺ کا ہر حکم، ہر عمل اور آپؐ کی ہر ادا تو ہمیشہ دلوں کو فتح کرنے والی تھی۔ خدا کے پیارے رسول ﷺ کا کوئی حکم اور کوئی تعلیم نہ تو انسانی طاقت سے بالا ہوتی اور نہ دلوں میں نفرت اور کدورت پیدا کرنے کا موجب بنتی۔ حضور اکرم ﷺ کا تو اپنا یہ مشہور ومعروف ارشاد گرامی ہے کہ ”دل ایسے بنائے گئے ہیں کہ جو ان سے محبت کرے اس کی طرف مائل ہوتے ہیں اور جو نفرت کرے اس سے بیزار ہوتے ہیں“۔ پھر حیرت ہوتی ہے کہ حضور ﷺ کے مقدس دامن سے وابستہ ہونے والا کوئی خوش نصیب کس طرح یہ سوچ سکتا ہے کہ وہ آپؐ کے دامنِ رحمت سے چمٹا بھی رہے اور نفرتوں کے بیج بھی بوتا چلا جائے۔ کانٹے بو کر تو پھول نہیں چنے جاسکتے، نفرتوں کے کھیت کاشت کر کے محبتوں کی فصلیں تو نہیں کاٹی جاسکتیں۔ رحمت دو عالم ﷺ کے جان نثاروں کو غور کرنا چاہئے کہ کہیں ہمارے قول وفعل کے اس تضاد سے آقائے نامدار ﷺ کی مبارک روح خدا کے حضور بے اختیار درد سے مضطرب ہو کر یہ نہ پکار اٹھے کہ ﴿يٰرَبِّ اِنَّ قَوْمِي اتَّخَذُوْا هٰذَا الْقُرْاٰنَ مَهْجُوْرًا﴾۔

قرآن کریم کے ماننے والوں اور رحمت دو عالم ﷺ کی محبت کا دم بھرنے والوں کو حضرت شعیب علیہ السلام کی قوم کا طرز عمل زیب نہیں دیتا۔ ذرا سینہ پر ہاتھ رکھ کر قرآن کریم کی اس چشم کشا آیت کا مطالعہ کریں جس میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ: اس قوم کے ان سرداروں نے جنہوں نے استکبار کیا تھا کہا کہ اے شعیب! ہم ضرور تجھے اس بستی سے نکال دیں گے اور ان لوگوں کو بھی جو تیرے ساتھ ایمان لائے ہیں۔ یا تم لازماً ہماری ملت میں واپس آ جاؤ۔ اس نے کہا ﴿اَوَلَوْ كُنَّا كٰرِهِيْنَ﴾ کیا اس صورت میں بھی کہ ہم سخت کراہت کر رہے ہوں؟۔ (اعراف:۸۹)۔

اس عبرتناک واقعہ سے سبق حاصل کرتے ہوئے آج کے دین کے نام پر ظلم وستم کے پہاڑ توڑنے والے مردوں، عورتوں اور بچوں کو تہ تیغ، بے دریغ کرنے والے خدا کے خوف سے کام لیں اور سوچیں کہ اگر بندوق کی نالی اور بموں سے ڈرا کر لاکھوں کروڑوں لوگوں کو دائرہ اسلام میں داخل کر بھی لیا جائے اور ان کا دل مسلمان نہ ہو، ان کا ضمیر مطمئن نہ ہو اور انہیں اسلام اور اہل اسلام سے محبت نہ ہو اور وہ خلوص نیت اور صدق دل سے اسلامی اخوت کے رشتے سے منسلک نہ ہوں تو اس جبر وبربریت کا کیا فائدہ ہوا؟ وہ اسلام کی حسین تعلیم سے بے خبر ہیں، اسلام اور ایمان کی حلاوت اور شیرینی کا کوئی مزا ان کے دلوں نے نہیں چکھا، دین حق کے حسن اور احسان نے انہیں گرویدہ نہیں بنایا، وہ دل سے مخلص اور جانثار مسلمان نہیں بنے تو کیا ایسے بالجبر بنائے گئے مسلمان واقعی اسلام کے لئے تقویت کا باعث ہوں گے یا اس کے برعکس وہ منافقوں کا ایک جم غفیر ہوگا جن کے سر سے جونہی خطرہ ٹلے گا اور جونہی کوئی موقع ان کے ہاتھ لگے گا وہ زخمی سانپ بن کر جمعیت اسلامی کے حصار پر غیظ وغضب سے حملہ آور ہو کر اسے ناقابل تلافی نقصان پہنچائیں گے۔

ہر سچے مسلمان کو ہمیشہ یہ امر ذہن نشین رہنا چاہئے کہ پرحکمت دلائل اور محبت اور خدمت کی راہوں کو چھوڑ کر محض ظلم وجبر سے گردنوں کو جھکانے اور جسموں کو تابع فرمان بنانے کا سراسر نقصان اور خسران تو پلے پڑ سکتا ہے، کوئی فائدہ ہرگز ہرگز نہیں ہوسکتا۔ پھر یہ بھی تو غور فرمایئے کہ جہاں جہاں آج دنیا میں مسلمان اقلیت میں ہیں کیا آپ وہاں کے غیر مسلم حکمرانوں اور غیر مسلم اکثریت کو یہ حق دینے کو تیار ہیں کہ وہ بھی اپنے ہاں بسنے والے مسلمانوں کو جبر وتشدد کا نشانہ بنا کر غیر مسلم بنالیں؟ اگر نہیں تو پھر آپ کو اپنے طرز عمل کا جائزہ لینا ہوگا، اس پر نظر ثانی کرنا ہوگی اور دنیا کو فتنہ وفساد کی آگ میں جھونکنے والے اور امن عالم کو غارت کرنے والے اپنے اس عقیدہ اور حکمت عملی کو ہمیشہ کے لئے خیر باد کہنا ہوگا۔ اگر آپ ایسا کرتے ہیں تو ایسا کرنے سے امن عالم کی ضمانت ملے گی۔ اور آپ یقیناً نبی رحمت کے اسوہ حسنہ کی پیروی کرنے والے اور قرآن کریم کی تعلیم پر عمل کرنے والے قرار پائیں گے۔

رسول کریم ﷺ فرماتے ہیں کہ نرمی جس چیز میں پائی جائے اسے حسین بنا دیتی ہے، اس چیز کو زینت مل جاتی ہے اور سختی جس چیز میں پائی جائے اسے بدزیب وبدصورت بنا دیتی ہے۔ ہمیں تو اللہ تعالیٰ نے ہی ہدایت دی ہے کہ ﴿قُوْلُوْا لِلنَّاسِ حُسْنًا﴾ کہ لوگوں سے حسین انداز میں گفتگو کرو۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے دو انبیاء حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت ہارون علیہ السلام کو پیغام حق پہنچانے کے لئے فرعون کے دربار میں بھیجا تو خاص طور پر ہدایت فرمائی کہ ﴿فَقُوْلَا لَهٗ قَوْلًا لَّيِّنًا لَّعَلَّهٗ يَتَذَكَّرُ اَوْ يَخْشٰى﴾ (طٰہٰ:۴۵) کہ اس سے نرم انداز میں بات کرنا تاکہ وہ نصیحت حاصل کرے اور ڈر جائے۔ آج بھی نرم زبان کا جادو جگانے کی ضرورت ہے اور یہی وقت کا تقاضا ہے۔ ہمارے رب نے اپنے کلام میں بار بار ہمیں اس طرف توجہ دلائی ہے۔ وہ فرماتا ہے ﴿اُدْعُ اِلٰى سَبِيْلِ رَبِّكَ بِالْحِكْمَةِ وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ وَجَادِلْهُمْ بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ﴾ (النحل:۱۲۶) کہ اے رسول ﷺ اپنے رب کے راستہ کی طرف حکمت کے ساتھ اور اچھی نصیحت کے ساتھ دعوت دو اور ایسی دلیل کے ساتھ بحث کرو جو بہترین ہو۔

پھر فرمایا ﴿فَاصْفَحِ الصَّفْحَ الْجَمِيْلَ﴾ (الحجر:۸۶) اے نبی ﷺ تُو بہت عمدہ طریق پر درگزر کر۔ اب دیکھئے حضور ﷺ کو فریضہ حق کی بجا آوری میں قدم قدم پر عفو ودرگزر اور پرحکمت اور نرم انداز اپنانے کی تلقین فرمائی جا رہی ہے جبر کا کہیں نام و نشان نہیں ملتا۔ خدا کے اس پیارے رسول نے بھی اللہ تعالیٰ کی طرف سے عطا فرمودہ رحمت للعالمین کے خطابِ رحمت کے ایسے جلوے دکھائے کہ قدم قدم پر اور ہر ہر سانس کے ساتھ دکھ پا کر دعائیں دیتے رہے اور ظلم اور جفائیں جھیل کر صبر وثبات سے کام لیتے رہے۔ ذرا تصور تو کیجئے آپؐ کی شان رحمت کا کہ مکہ فتح ہوتا ہے آپؐ سیاہ سفید کے مالک ہیں، آپکو کامل اقتدار اور اختیار مل چکا ہے، آپؐ کے تمام جانی دشمن آپؐ کے رحم وکرم پر ہیں۔ حضور کے رحمت کے سمندر کی موجیں اپنے خونی دشمنوں کے بے پناہ مظالم کے حد درجہ رنج والم کے صدموں کو فراموش کرتے ہوئے ان سب کو یکم قلم معاف کر دیتی ہیں اور چشم فلک حیرت سے دنیا میں رونما ہونے والے عفو ودرگزر کے اس عدیم المثال نظارے کو دیکھ رہی ہے ؎

لیا ظلم کا عفو سے انتقام
عَلَيْكَ الصَّلٰوةُ عَلَيْكَ السَّلَام

فتح مکہ کا یہ تاریخ عالم میں منفرد واقعہ آپ کے نام لیواؤں کے لئے رہتی دنیا تک مشعل راہ اور چراغ ہدایت ہے۔

شروع سے آخر تک آنحضور ﷺ پرناز

ل ہونے والے خدا کے کلام قرآن حکیم کا مطالعہ کر جایئے دین حق کی تبلیغ اور اس کی اشاعت وترویج کے لئے جبر کی تلقین کہیں نہ ملے گی۔ اس کے برعکس جبر کی نفی کرنے اور نرمی، حکمت اور دلائل سے کام لینے کی تاکید کرنے والی آیات جگہ جگہ ملتی ہیں۔ مثال کے طور پر مندرجہ ذیل آیات قرآنی ملاحظہ کیجئے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

❁ ......﴿اِنَّ عَلَيْنَا لَلْهُدٰى﴾ (سورۃ اللیل:۱۳) کہ ہدایت دینا خدا کا کام ہے۔ زبردستی بندوں کے دلوں میں ہدایت داخل نہیں کی جاسکتی۔ اپنے پیارے رسول ﷺ کو مخاطب کر کے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ:

﴿اِنَّكَ لَا تَهْدِيْ مَنْ اَحْبَبْتَ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَهْدِيْ مَنْ يَّشَآءُ﴾ (القصص:۵۷)۔ (اے رسول) تو جسے چاہے ہدایت نہیں دے سکتا بلکہ اللہ ہی جسے چاہے ہدایت دیتا ہے۔

❁ ......﴿وَقُلِ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّكُمْ فَمَنْ شَآءَ فَلْيُؤْمِنْ وَّمَنْ شَآءَ فَلْيَكْفُرْ﴾ (الکہف:۳۰) اور کہہ دے کہ حق وہی ہے جو تمہارے رب کی طرف سے ہو۔ پس جو چاہے ایمان لے آئے اور جو چاہے سو انکار کردے۔

❁ ...... پھر کفار کو مخاطب کرتے ہوئے یہ کھلم کھلا اعلان فرمایا کہ ﴿لَكُمْ دِيْنُكُمْ وَلِيَ دِيْنِ﴾ (الکافرون:۷) تمہارے لئے تمہارا دین ہے اور میرے لئے میرا دین۔

❁ ......اسی طرح نبی کریم ﷺ کی زبان فیض ترجمان سے مذہبی آزادی اور آزادی ضمیر کا یہ بے نظیر اعلان کروایا کہ:

﴿وَلَوْ شَآءَ رَبُّكَ لَاٰمَنَ مَنْ فِي الْاَرْضِ كُلُّهُمْ جَمِيْعًا اَفَاَنْتَ تُكْرِهُ النَّاسَ حَتّٰى يَكُوْنُوْا مُؤْمِنِيْنَ﴾ (یونس:۱۰۰)۔ اور اگر تیرا رب چاہتا تو جو بھی زمین میں بستے ہیں اکٹھے سب کے سب ایمان لے آتے تو کیا تُو لوگوں کو مجبور کرسکتا تھا حتی کہ وہ ایمان لے آئیں۔

آخر پر مسیح دوراں، مہدیٔ آخرالزماں، زمانے کے امام جو خدائے بزرگ و برتر کی طرف سے حکم اور عدل بنا کر بھیجے گئے ہیں کے چند بصیرت افروز ارشادات پیش کئے جاتے ہیں۔ حضورؑ فرماتے ہیں:

❁ ......”اسلام امن کا سچا حامی ہے بلکہ حقیقتاً امن اور سلم اور آشتی کا اشاعت کنندہ ہی اسلام ہے“۔ (ملفوظات جلد دوم مطبوعہ لندن ۱۹۸۴ء صفحہ ۱۲۲)

❁ ......”اسلام کا یہ منشاء نہیں ہے کہ وہ فتنہ

باقی صفحہ نمبر ۱۳ پر ملاحظہ فرمائیں

TOWNHEAD PHARMACY
FOR ALL YOUR
PHARMAECUTICALS NEEDS
☆......☆......☆
31 Townhead Kirkintilloch
Glasgow G66 1NG
Tel: 0141-211-8257
Fax: 0141-211-8258

کچھ حسین یادیں

پیر محمد عالم

میں ۱۹۸۴ء میں ایجوکیشن ڈیپارٹمنٹ لاہور سے بطور ڈپٹی ڈائریکٹر ریٹائر ہونے کے بعد ربوہ چلا گیا اور جب حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ خلیفہ منتخب ہوئے تو میں نے اپنی خدمات پیش کیں۔ حضور رحمہ اللہ کے خلیفہ بننے سے قبل میں بیمار تھا اور اتفاق سے حضور ہی کے زیر علاج تھا۔ میرے وقفِ زندگی پر حضور نے فرمایا۔ پہلے تندرست ہو جاؤ پھر اپنے آپ کو خدمت کے لئے پیش کرنا۔

کچھ عرصہ بعد جب میں تندرست ہو گیا تو ایک شادی کے موقع پر حضور نے مجھے دیکھ لیا اور اپنے پاس بلا کر پوچھا کہ اب صحت کیسی ہے۔ میں نے عرض کیا حضور اب پہلے سے کافی بہتر ہوں۔ چنانچہ چند دن بعد مجھے دفتر پرائیویٹ سیکرٹری کی طرف سے پیغام ملا کہ دفتر پہنچو۔ اس وقت میجر حمید کلیم صاحب پرائیویٹ سیکرٹری تھے۔ جب میں دفتر پہنچا تو انہوں نے بتایا کہ حضور نے تمہارا وقف قبول فرما لیا ہے اور انگلش سیکشن کا کام تمہارے سپرد کیا ہے۔ میں بے انتہا خوش تھا کہ حضور نے بطور واقف زندگی میری خدمات قبول فرمالی ہیں۔ چنانچہ میں نے مارچ ۱۹۸۳ء میں دفتر پرائیویٹ سیکرٹری ربوہ میں باقاعدہ کام شروع کیا۔ میں دو سال تک ربوہ میں ہی انگلش سیکشن میں کام کرتا رہا۔ میرے ذمہ انگلش ڈاک حضور کی خدمت میں پیش کرنا اور اس پر جو ارشاد حضور فرماتے اس کی روشنی میں جواب انگلش میں تیار کروانا اور حضور کی خدمت میں براہ راست پیش کرنا ہوتا تھا۔ ۱۹۸۴ء میں حضور کو لندن ہجرت کرنا پڑی اور ۱۹۸۵ء میں حضور نے مجھ سے پوچھا کہ کیا آپ لندن آنے کے لئے تیار ہیں۔ میں نے عرض کیا حضور میں تو واقف زندگی ہوں، حضور کا جو بھی حکم ہو گا اس کی تعمیل کرنا میرا فرض ہے۔ حضور کے حکم پر میں ہر قربانی کرنے کے لئے تیار ہوں۔ چنانچہ ضروری دفتری کارروائی کے بعد میں ۲۸/اکتوبر ۱۹۸۵ء کو حضور کی خدمت میں لندن حاضر ہو گیا۔ یہاں بھی حضور نے ازراہ شفقت انگلش سیکشن میں ہی کام کرنے کا موقع عطا فرمایا۔ آغاز میں یہاں انگلش سیکشن ایک علیحدہ کمرہ ہوتا تھا لیکن پھر عمارت میں ردوبدل کی وجہ سے انگلش سیکشن بھی پرائیویٹ سیکرٹری کے مین آفس میں ہی مدغم کر دیا گیا۔ پی ایس آفس میں انگلش سیکشن کے منتقل ہونے کے بعد مجھے حضور سے زیادہ قربت کا موقع ملا۔ بعض دفعہ بہت لمبے لمبے ڈرافٹ حضور خود لکھواتے جو میں مکرم بشیر احمد صاحب کارکن دفتر پرائیویٹ سیکرٹری سے ٹائپ کروا کر پیش کرتا حضور کی ضروری تصحیح کے بعد دوبارہ ٹائپ کئے جاتے اور حضور کے دستخط ہونے کے بعد متعلقہ اداروں کو بھجوائے جاتے۔ چونکہ میری رہائش بالکل مسجد کے سامنے تھی میں فجر کی نماز کے لئے باقاعدہ مسجد حاضر ہوتا تھا۔ آہستہ آہستہ میں نے پہرہ داروں کے ساتھ حضور کے استقبال کے لئے کھڑا ہونا شروع کر دیا۔ حضور ازراہ شفقت مجھے اکثر پیر جی کہہ کر مخاطب کیا کرتے تھے۔

ایک دن جب حضور فجر کی نماز کے لئے تشریف لائے تو حضور نے پوچھا کہ پیر جی آج ٹمپریچر کیا ہو گا۔ میں نے عرض کیا کہ حضور اتنا ہو گا۔ حضور نے فرمایا کہ آئندہ آپ باقاعدہ صبح کا ٹمپریچر بتایا کریں۔ چنانچہ میں باقاعدہ صبح حضور کو اس دن کا ٹمپریچر بتاتا اور یہ سلسلہ ایک لمبا عرصہ جاری رہا۔ ایک دفعہ کا واقعہ ہے کہ کسی اور دوست نے حضور کو ٹمپریچر بتانا چاہا تو حضور نے اسے روک دیا اور فرمایا کہ پیر جی کو بتانے دو۔

ایک مرتبہ حضور نے پوچھا کہ تم دفتر کتنے بجے آ جاتے ہو۔ میں نے کہا حضور آٹھ یا ساڑھے آٹھ تک آ جاتا ہوں۔ حضور فرمانے لگے کہ میں بھی اس وقت آ جایا کروں گا۔ چنانچہ اس کے بعد حضور ساڑھے آٹھ بجے دفتر تشریف لے آتے اور جب لائٹ ہوتی تو میں حاضر ہوتا اور حضور پوچھتے کہ پیر جی آج ٹمپریچر کتنا بتایا تھا۔ میں عرض کرتا کہ اتنا تھا تو بعض اوقات فرماتے کہ واقعی اتنا تھا اور بعض دفعہ یہ فرماتے کہ افسوس باہر تو ٹمپریچر اتنا تھا۔ چنانچہ ٹمپریچر کا موازنہ حضور کا ایک دستور بن گیا۔

تین چار سال تک ملاقاتوں کی لسٹیں مَیں ہی تیار کیا کرتا تھا اور جب حضور دفتر تشریف لاتے تو صبح کی اخبار کے ساتھ منظوری کے لئے دفتری اور عام ملاقاتوں کی لسٹیں پیش کر کے منظوری حاصل کرتا۔ بعض دفعہ جب میں بیمار ہو جاتا تو حضور فون پر میرا حال دریافت فرماتے اور ہدایات دیتے کہ فلاں فلاں دوائی کھاؤ۔ پھر اگر میری بیماری کے دوران حضور دورہ پر ہوتے تو وہیں سے ڈاکٹر مجیب الحق صاحب کو تاکیداً پیغام بھجواتے کہ احتیاط سے علاج کریں اور اگر ضرورت ہو تو ہسپتال میں داخل کرائیں۔

جب صبح حضور دفتر تشریف لاتے تو آپ کا اکثر یہ معمول تھا کہ مجھے بلا کر پاس بٹھا لیتے اور میری ملازمت کے زمانہ کے حالات دریافت فرماتے۔ میرا جواب ہمیشہ یہی ہوتا کہ مجھے جو مزا زندگی وقف کرنے کے بعد حضور کی قربت میں خدمت کرنے کا حاصل ہوا ہے اس کا ملازمت کے زمانہ سے کوئی مقابلہ ہی نہیں۔

پھر مجھے اللہ کے فضل سے یہ اعزاز بھی حاصل ہے کہ ایک دفعہ اردو کلاس میں حضور کی گفتگو کا محور صرف میری ذات ہی رہی۔ حضور نے اس اردو کلاس میں تفصیل سے میرے خاندان کا اور خصوصاً میری والدہ کا ذکر فرمایا اور بتایا کہ میں جب دفتر پہنچتا ہوں تو یہ باقاعدگی سے وہاں موجود ہوتے ہیں۔ اس اُردو کلاس کی ریکارڈنگ ساری احمدی دنیا نے دیکھی اور یہ میرے لئے ایک ایسا اعزاز ہے کہ شائد ہی کسی کو نصیب ہوا ہو گا۔ اس کلاس کی ریکارڈنگ سننے کے بعد بیشمار میرے جاننے والوں کی طرف سے مبارکباد کے پیغامات موصول ہوئے۔ الحمدللہ علی ذالک۔

ایک دفعہ حضور جرمنی میں تھے وہاں خطبہ جمعہ میں شہدائے قادیان کا ذکر فرمایا میرا چھوٹا بھائی پیر سلطان عالم نائب ناظر ضیافت قادیان بھی وہاں ۱۹۴۷ء میں شہید ہوا تھا۔ وہاں بھی خطبہ جمعہ میں میرے بھائی کے ذکر کے بعد پھر میرا ذکر فرمایا کہ ان کے بڑے بھائی میرے ساتھ وہاں دفتر میں کام کرتے ہیں۔ وقت کے انتہائی پابند ہیں اور میں جب بھی انہیں بلاؤں وہ موجود ہوتے ہیں۔

کافی عرصہ حضور کے لئے ہومیو ادویات تیار کرنے کی سعادت بھی مجھے ملتی رہی۔ جب بھی حضور کو دوائی کی ضرورت ہوتی تو اکثر آپ مجھے ہی حکم دیتے کہ فلاں دوائی تیار کر دو۔ ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ میں دفتر میں کسی کام کے سلسلہ میں مقررہ وقت سے پہلے پہنچ گیا اس دن میں نے ابھی ناشتہ بھی نہیں کیا تھا۔ سیر سے واپس آکر حضور دفتر میں تشریف لائے۔ تو لائٹ ہونے پر میں اندر گیا تو حضور نے مجھے دیکھتے ہی پوچھا کہ پیر جی کیا آپ نے ناشتہ کر لیا ہے؟ اس پر میں خاموش رہا تو حضور نے از خود ہی فرمایا کہ معلوم ہوتا ہے کہ آج آپ نے ابھی ناشتہ نہیں کیا اور فرمایا: اب آپ یہیں بیٹھیں میں آپ کو ناشتہ کرواتا ہوں۔ چنانچہ حضور اوپر تشریف لے گئے جب واپس آئے تو حضور کے ہاتھ میں دو کپ اور کچھ ناشتے کا سامان تھا۔ حضور نے فرمایا کہ آپ بھی ناشتہ کریں اور میں بھی کرتا ہوں۔ چنانچہ ہم دونوں نے اکٹھے اس روز ناشتہ کیا۔ حضور رحمہ اللہ کا بابرکت وجود حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ذات اقدس کا پرتو تھا۔ جیسے تاریخ میں صحابہ کے واقعات آتے ہیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام بعض خوش نصیب صحابہ کے لئے دستِ مبارک سے کھانا پیش فرمایا کرتے تھے۔ ویسے ہی خاکسار بھی حضور رحمہ اللہ تعالیٰ کی شفقتوں کا مورد رہا۔ سبحان اللہ۔ ایک غلام سے اس قدر شفقت کا سلوک۔ ایسا ایک دفعہ نہیں بلکہ دو تین دفعہ ہوا۔ کہاں حضور کی ذات اقدس اور کہاں مجھ جیسا گناہگار۔

مہمان نوازی کے سلسلہ میں ایک اور دلچسپ واقعہ بیان کرتا ہوں۔ عید کے موقع پر حضور اپنے عزیزوں اور چند دیگر احباب کی محمود ہال میں دعوت کیا کرتے تھے۔ ایک موقع پر منتظم مہمان نوازی مجھے اطلاع نہ کر سکے۔ جب حضور ہال میں تشریف لائے تو حضور کی دوربین نگاہ نے فوراً بھانپ لیا کہ میں وہاں موجود نہیں۔ حضور نے اسی وقت میرے گھر آدمی بھیجا کہ اسے بلا کر لاؤ۔ میں یہ اطلاع ملتے ہی فوراً حاضر ہوا تو حضور نے فرمایا کہ مجھے افسوس ہے کہ آپ کو اطلاع نہ ہو سکی۔ اور پھر ازراہِ شفقت اپنے ساتھ والی کرسی پر بٹھایا اور فرمایا کہ سیر ہو کر کھاؤ اور ساتھ ساتھ حضور باتیں بھی کرتے رہے۔ اللہ اللہ کہاں ایک حقیر خادم اور کہاں آپ کی شفقت۔ اسی طرح ایک اور موقع پر میں بیمار تھا تو حضور نے میرے گھر کھانا بھجوایا۔ الغرض کیا کیا بیان کروں۔ حضور تو سراسر محبت کا چشمہ تھے۔

اردو کلاس میں اکثر حضور کی طرف سے دعوت کا انتظام ہوتا تھا۔ گو میں اردو کلاس میں شامل نہ ہوتا تھا لیکن ہر کلاس کے بعد حضور ازراہ شفقت نہ صرف میرا حصہ بلکہ میری بیوی کا حصہ بھی بھجوا دیتے تھے۔ یہ وہ باتیں ہیں جن کو بھلانا کم از کم میرے لئے آسان نہیں۔

چلڈرن کلاس محمود ہال میں ہوتی تھی۔ کلاس میں جانے کے لئے حضور دفتر سے گزر کر محمود ہال میں جاتے تھے۔ حضور رحمہ اللہ جب دفتر سے گزر کر محمود ہال میں جاتے تو اکثر خاکسار کی میز کے پاس ٹھہر جاتے اور بے حد شفقت سے پوچھتے پیر جی کیا حال ہے اور ایسا خدا کے فضل ہر بار ہوتا تھا۔

حضور نے اپنی آخری شہرہ آفاق کتاب Revelation Rationality Konwledge and Truth میں Acknowledgements کے صفحہ ۱۲ پر جن الفاظ میں اس خاکسار کا اور بشیر صاحب کا ذکر فرمایا ہے وہ میرے لئے ایک ایسا قیمتی سرمایہ ہے کہ اس پر میں جس قدر بھی خدا تعالیٰ کا شکر کروں کم ہے۔ جب تک یہ کتاب صفحۂ ہستی پر موجود ہے میرا نام بھی اس میں موجود رہے گا۔ حضور اس میں فرماتے ہیں:

”دو خادم بشیر احمد اور پیر محمد عالم نے اس کتاب کی تیاری میں میری معاونت کرنے والے سکالرز کا جو کہ میرے دفتر میں کام کرتے تھے بہت ہی خیال رکھا۔ جب سکالرز ساری ساری رات کام کرتے تھے تو یہ دونوں بشیر صاحب اور پیر صاحب رات بھر ان کی ضروریات کا خیال رکھتے تھے۔ بعض دفعہ یہ خاموشی سے انہیں کھانے پینے کی چیزیں مہیا کرتے اور یہ پرواہ نہ کرتے کہ وہ خود بھوکے ہیں“۔

حضور کے ساتھ مجھے ۱۹۸۳ء سے ۲۰۰۳ء تک کام کرنے کا موقع ملا۔ اس میں حضور کے لندن آنے پر تھوڑی سے بریک ہوئی اور پھر ۱۹۸۵ء میں یہ سلسلہ دوبارہ شروع ہو گیا۔ میری یہ انتہائی خوش بختی تھی کہ ربوہ سے جو کارکنان وقتاً فوقتاً بلائے گئے ان میں سے سب سے پہلا میں ہی تھا جس کے نام یہ قرعہ پڑا۔ دیگر کارکنان حسب ضرورت بعد میں پہنچتے رہے اور یہ بھی میرے لئے ایک سعادت تھی۔

حضور کے ساتھ مجھے خدا کے فضل سے ایک لمبا عرصہ کام کرنے کی سعادت نصیب ہوئی اس دوران میں نے کبھی حضور کو ناراض ہوتے یا تلخ کلامی سے بات کرتے نہیں دیکھا۔ ہمیشہ پیار اور محبت کا سلوک فرماتے۔ اگر کسی وقت کوئی فروگذاشت ہو جاتی تو خندہ پیشانی سے نظر انداز فرما دیتے۔ وہ ایک ایسا شفیق روحانی باپ تھا جس کو ہم کبھی بھلا نہیں سکتے۔

❁❁❁❁❁

اعتذار و تصحیح

ہفت روزہ الفضل انٹرنیشنل مورخہ ۳/اکتوبر ۲۰۰۳ء شمارہ نمبر ۴۰ کے صفحہ نمبر ۳ پر مکرم لئیق احمد طاہر صاحب کا مضمون شائع ہوا ہے۔ اس کی ابتداء میں جو آیت قرآنیہ شائع ہوئی ہے اس آیت میں سہواً آخری لفظ ’اَلْمُشْرِکِیْن‘ شائع ہو گیا ہے۔ اصل آیت یوں ہے: ﴿هُوَالَّذِیٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰی وَ دِیْنِ الْحَقِّ لِیُظْهِرَهٗ عَلَی الدِّیْنِ کُلِّهٖ وَلَوْ کَرِهَ الْمُشْرِکُوْنَ﴾ (سورة جمعه :۳)۔ ادارہ اس سہو پر معذرت خواہ ہے۔

جماعت احمدیہ جاپان کے
۳۲ویں جلسہ سالانہ کا کامیاب و بابرکت انعقاد

(رپورٹ :ملک منیر احمد جاپان)

الحمدللہ کہ جماعت احمدیہ جاپان نے اپنا ۳۲واں جلسہ سالانہ مورخہ ۳، ۴، ۵ مئی ۲۰۰۳ء ، کوآئی چی پریفکچر کے اُکاذا کی شہر میں اپنی شاندار روایات کو قائم رکھتے ہوئے منعقد کیا۔ ناگویا اور ٹوکیو ریجن کی جماعتوں سے احباب جماعت نے شرکت کی۔ علاوہ ازیں خصوصی بین الاقوامی اجلاس میں جاپانی اور دوسرے غیر ملکی معزز مہمانوں نے شرکت کی۔ جلسہ کے پہلے روز ۱۰۷ حاضری تھی جو بڑھ کر آخری روز ۱۶۷ تک پہنچ گئی۔ الحمدللہ علیٰ ذالک۔

پرچم کشائی اور جلسہ کا پہلا دن

جلسہ کی کاروائی کے آغاز سے پہلے لوائے احمدیت کی پرچم کشائی کی تقریب ہوئی۔ جو نمائندہ مرکز مکرم و محترم عطاء المجیب راشد صاحب مبلغ انچارج جماعت احمدیہ برطانیہ نے لہرایا۔ تلاوت و نظم کے بعد مکرم و محترم سید طاہر احمد صاحب نیشنل امیر جماعت احمدیہ جاپان نے نمائندہ مرکز کو خوش آمدید کہا اور مہمان خصوصی کا مختصر تعارف کراتے ہوئے بتایا کہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ کے ارشاد پر آپ جاپان کے ۳۲ ویں جلسہ سالانہ میں آج ہمارے درمیان تشریف فرما ہیں۔ جو ہمارے لئے بہت بڑا اعزاز ہے۔ بعد ازاں مکرم راشد صاحب نے جلسہ کے افتتاحی خطاب سے نوازا۔

آپ نے اپنے خطاب میں نظام خلافت اور اسکے ساتھ وابستگی کا ذکر کرتے ہوئے مقام خلافت اور برکات خلافت کے مضمون کو مؤثر رنگ میں احباب جماعت کو سمجھایا اور یہ کہ خلافت سے وابستگی ایک انسان کی سب سے بڑی خواہش ہوسکتی ہے۔ آپ نے جاپان کے پہلے جلسہ سالانہ کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ ایک وہ وقت تھا جب چند انگلیوں پر گنے جانے والے شامل ہوئے۔ لیکن انشاء اللہ وہ وقت آئے گا جب یہ تعداد ہزاروں تک بڑھتی چلی جائے گی۔ اور پھر جلسہ میں شرکت کرنے والوں کے لئے حضرت اقدس کی دعاؤں کے ذکر میں حضور کا ایک دعائیہ اقتباس پڑھ کر حاضرین جلسہ کو ساتھ ساتھ ان دعاؤں میں شامل کیا اور آخر میں اجتماعی دعا کروائی۔

ایک نظم کے بعد پھر ایک جاپانی زبان میں تقریر بعنوان جماعت احمدیہ کی عالمگیر ترقی، جو مکرم محمد ناصر ندیم بٹ صاحب نیشنل صدر خدام الاحمدیہ جاپان نے کی جس میں انہوں نے حضرت مسیح موعود و مہدی موعود علیہ السلام کی آمد اور حضرت رسول کریم ﷺ کی پیشگوئی کے پورے ہونے کا ذکر کیا اور نظام خلافت سے وابستہ رہتے ہوئے دنیا بھر میں احمدیت کی عالمگیر ترقیات پر روشنی ڈالی۔ تقریباً ساڑھے چار بجے شام جلسہ کا پہلا دن ختم ہوا۔

شام کے کھانے اور مغرب وعشاء کی نمازوں کے بعد سات بجے سے نو بجے رات تک وقف نو بچوں کا ایک پروگرام رکھا گیا تھا۔ جس کی صدارت مہمان خصوصی مکرم و محترم عطاء المجیب راشد صاحب نے کی۔ تمام بچوں نے باری باری کچھ نہ کچھ سُنایا اور مہمان خصوصی نے واقفین بچوں کی حوصلہ افزائی کی اور آخر میں بچوں کے سوالوں کے جواب دیئے اور قیمتی نصائح سے نوازا۔

جلسہ کا دوسرا دن

جلسہ کے دوسرے دن کا آغاز بھی حسب معمول تلاوت قرآن مجید سے ہوا۔ نظم کے بعد دوسرے دن کی پہلی تقریر تعلق باللہ کے ذرائع پر تھی جو مکرم مرزا ظفر احمد صاحب نائب امیر جماعت جاپان نے کی۔ آپ نے تعلق باللہ کی آسان معنوں میں تشریح کرتے ہوئے، انسان کے مقصد حیات کو قرآن کریم کے حوالوں سے بیان کیا اور تعلق باللہ کی بے شمار برکات اور فوائد کا ذکر کیا۔

آج کی دوسری تقریر مکرم نصیر احمد طارق صاحب سیکرٹری تعلیم و تربیت ٹوکیو ریجن نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابہؓ کی قربانیاں کے موضوع پر کی اور خصوصاً اُن صحابہؓ کا جو ابتدائی ایام میں آپ سے بیعت کرنے والوں میں سے تھے۔

تیسری تقریر مکرم سید سجاد احمد صاحب نیشنل سیکرٹری تعلیم و تربیت کی تھی جس کا عنوان 'وانک **لعلیٰ خلق عظیم**'۔ یعنی سیرت النبیؐ تھا۔ جس میں حضور ﷺ کے اخلاق فاضلہ کے اعلیٰ نمونے بحوالہ قرآن وسنت واحادیث پیش کئے۔

اگرچہ جماعت جاپان کے ۳۲ویں جلسہ سالانہ کی تمام کارروائی براہ راست لجنہ کے جلسہ گاہ میں دیکھی اور سنی گئی لیکن جلسہ کے دوسرے دن ۱۰ بجے سے ۱۲ بجے تک دو گھنٹے کے لئے مستورات جاپان نے ایک مختصر جلسہ بھی منعقد کیا جس میں تین تقاریر ہوئیں جن میں پہلی تقریر نماز کے فوائد پر تھی اور جو محترمہ پروین عصمت اللہ صاحبہ سیکرٹری نمائش ٹوکیو نے کی۔ دوسری تقریر تحریک وقف جدید پر تھی جو محترمہ فرحانہ احمد صاحبہ جنرل سیکرٹری لجنہ ٹوکیو نے کی۔ اور تیسری تقریر بعنوان اطاعت نظام جماعت احمدیہ اور خواتین پر تھی جو محترمہ روبینہ نصرت ظفر صاحبہ نے کی۔ آخر میں محترم عطاء المجیب صاحب راشد کا خطاب تھا جو مردانہ جلسہ گاہ سے نشر ہوا۔ جس میں آپ نے جماعت کی ترقی میں خواتین کے کردار اور تربیت اولاد پر بیش قیمت نصائح کیں اور راہنمائی فرمائی۔ تربیت اولاد کے ضمن میں آپ نے بچوں کو نمازی بنانے کے بنیادی اصول کی طرف توجہ دلاتے ہوئے فرمایا کہ جو ماں باپ خود نماز نہیں پڑھتے وہ کیسے اپنے بچوں کو دین پر قائم کرسکتے ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ میں صرف مستورات ہی نہیں بلکہ سب سے مخاطب ہوں جس میں بچے اور والدین خاص طور پر شامل ہیں۔ آپ نے بتایا کہ بچے ماں باپ پر گہری نظر رکھتے ہیں۔ والدین خواہ کوئی اظہار کریں یا نہ کریں وہ بچے کے ذہن پر نقش ہو جاتا ہے۔ جو وہ دیکھتا ہے اور سنتا ہے۔ بچوں کے ساتھ وعدہ کرکے اُسکی پابندی کا ذکر کیا اور بتایا کہ اپنے گھر کے ماحول کو سچا اور نیکی والا بنائیں۔ اللہ اور اس کے رسول کی باتیں کریں۔

دوپہر کھانے اور نمازوں سے فارغ ہونے پر بین الاقوامی اجلاس منعقد ہوا۔ اس اجلاس میں تقریباً ۵۱ غیر مسلم جاپانی و دیگر احباب نے شرکت کی۔ تلاوت قرآن پاک سے اجلاس خصوصی کا آغاز ہوا جو حافظ محمد امجد عارف نے کی جس کے فوراً بعد امیر صاحب جاپان مکرم سید طاہر احمد صاحب نے جلسہ سالانہ اور مہمان خصوصی و نمائندہ مرکز کا تعارف کرایا اور مہمانوں کو خوش آمدید کہا۔ اسکے بعد ہمارے انڈونیشین بھائی مکرم احمد فاتح الرحمان صاحب کی تقریر ہوئی جو 'اسلام کے نظریہ امن وجہاد' پر جاپانی زبان میں تھی۔ اس تقریر کا مضمون جو کہ محترم امام صاحب نے اپنی آمد سے قبل انگریزی میں لکھا ہوا بھجوایا تھا اور خواہش ظاہر کی تھی کہ اگر اس کا جاپانی ترجمہ ہوسکے اور جلسہ سالانہ جاپان کے موقع پر پیش کیا جاسکے تو مفید ہوگا۔ چنانچہ آپ کی اس خواہش پر اس مضمون کا جاپانی ترجمہ مکرم فاتح الرحمان صاحب نے بہت عمدگی سے پیش کیا۔ مکرم عطاء المجیب راشد صاحب نے اپنے خطاب میں جاپان میں احمدیت کے مقاصد، جاپانیوں کے لئے اسلام کی ضرورت اور ہستی باری تعالیٰ جیسے اہم ترین موضوعات پر جامع روشنی ڈالی۔ اس اجلاس کے آخر میں امیر صاحب جاپان نے حاضرین کا شکریہ ادا کیا جو باوجود گولڈن ویک کی مصروفیت کے ہماری مجلس میں تشریف لائے۔ اجلاس کے فوراً بعد مہمانوں کی تواضع چائے اور متفرق لوازمات سے کی گئی اور مہمانوں سے انفرادی بات چیت کا سلسلہ دیر تک جاری رہا۔ بعد ازاں مہمانوں نے جماعتی کتب و لٹریچر کی خوبصورت نمائش دیکھی جس کا اہتمام کیا گیا تھا۔

دوسرے روز کا آخری پروگرام بعد نماز مغرب وعشاء ہوا جو تبلیغی سیمنار پر مشتمل تھا۔ جس میں تین تقاریر ہوئیں۔

پہلی تقریر جس کا عنوان 'جاپان میں ہمارا تبلیغی پروگرام اور کاوشیں' تھا۔ جو نیشنل سیکرٹری تبلیغ مکرم عصمت اللہ صاحب نے کی۔ دوسری تقریر جس کا عنوان تھا 'جاپان میں اسلام کی تبلیغ' جو ہمارے ایک جاپانی احمدی بھائی مکرم مقبول ناکامورا صاحب نے اردو زبان میں کی۔ اور تیسری تقریر بعنوان 'جاپان میں اسلام اور ہماری ذمہ داریاں' کے موضوع پر مکرم طاہر جنود صاحب نائب سیکرٹری تبلیغ نے کی۔ اس اجلاس کے آخر میں مہمان خصوصی امام صاحب کے ساتھ سوال وجواب کی مجلس جلسہ کے دوران دو مرتبہ ہوئی۔

جلسہ کا تیسرا دن

صبح دس بجے جلسہ کے چوتھے اجلاس کا آغاز مکرم امیر صاحب کی صدارت میں ہوا۔ تلاوت و نظم کے بعد جاپانی میں ایک تقریر بعنوان معجزات حضرت مسیح موعودؑ تھی۔ جو مکرم مقصود انجم صاحب سیکرٹری تبلیغ ٹوکیو ریجن نے کی۔ اور آج کی دوسری تقریر بعنوان 'تحریک وقف نو' جو مکرم انور احمد صاحب نائب نیشنل سیکرٹری مال نے کی۔ اور تیسری تقریر جاپانی زبان میں بعنوان 'ہستی باری تعالیٰ' تھی جو مکرم ملک فرحان صاحب سیکرٹری سمعی و بصری ٹوکیو ریجن نے کی۔ بعد ازاں مکرم سید طاہر احمد صاحب امیر جماعت احمدیہ جاپان کی تقریر تھی۔ آپ نے اپنی تقریر کے آغاز ہی میں حضرت مسیح موعودؑ کے شکر کے چند اشعار پیش کرکے ۳۲واں جلسہ سالانہ جاپان کے انعقاد پر خدا تعالیٰ کا شکر ادا کیا۔ پھر مکرم عطاء المجیب صاحب راشد کا جلسہ سالانہ میں ہر دو خلفاء کے ارشاد پر تشریف لانے پر غیر معمولی سعادت سے حصہ پانے کا ذکر کیا اور جماعت جاپان کے سب افراد کو اُن پر مزید پڑنے والی ذمہ داریوں کی طرف متوجہ کیا۔ آپ نے حضور رحمہ اللہ کی وفات پر جماعت جاپان کی نمائندگی میں انگلستان جانے کے ذکر میں بتایا کہ آپ کی نمائندگی کرتے ہوئے خاکسار نے عزم کیا کہ ہم کمزور رہیں مگر اللہ تعالیٰ کمزور نہیں وہ سب طاقتوں کا مالک ہے۔ پس اسی پر توکل کرتے ہوئے ہم نے آگے بڑھنا ہے۔ اور اس ضمن میں حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ کی جاپان کے لئے سب سے پہلی نصیحت کا پیغام سنایا جس میں حضور انور نے فرمایا تھا کہ جب تک جاپان میں بسنے والے احمدی اپنے اعلیٰ اخلاق کا مظاہرہ نہیں کریں گے اور اعلیٰ کردار کا نمونہ پیش نہیں کریں گے تب تک جاپانی آپ کی طرف متوجہ نہیں ہوں گے۔ یہ کہتے ہوئے آپ نے نظام خلافت سے ہر لحہ وفاداری کا عزم لیکر آگے بڑھنے کے لئے درخواست کی۔ اور خدا تعالیٰ کے ایسے تمام انعامات کا ذکر کرکے حضور انور کے جاپان کی سرزمین پر قدم رکھنے کیلئے دعاؤں کی تحریک کی۔ آپ نے اپنی تقریر میں جلسہ پر کام کرنے والے تمام افراد کا ذکر کیا جو سامنے کام کرتے ہوئے نظر آتے ہیں اور بعض ایسے بھی ہیں جو نظر نہیں آرہے۔ اُن سب کو حضرت مسیح موعودؑ کی دعاؤں کے وارث بننے کا یقین دلایا۔ اور آخر میں حضرت مسیح موعودؑ اور خلفاء کی نصائح کے ذکر کے ساتھ ساتھ تبلیغ اور مالی میدان میں بھرپور طور سے حصہ لینے کے لئے باہمی عہد کیا اور آخر میں حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ کے منصب خلافت کا پہلا پیغام پیش کیا اور جلسہ میں شامل ہونے والوں کے لئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی دعاؤں کے ساتھ اپنی تقریر کو ختم کیا۔ اس کے بعد مجلس سوال وجواب ہوئی۔

جلسہ کا اختتامی اجلاس

اعلانات، وقفہ کھانا اور بعد نماز ظہر وعصر تقریباً ۲ بجے اختتامی اجلاس کا تلاوت قرآن مجید سے آغاز ہوا۔ تلاوت ونظم کے بعد مکرم عطاء المجیب صاحب راشد امام مسجد لندن نے جلسہ کے اختتامی خطاب سے نوازا۔ جس میں آپ نے اسلام میں خدا کی وحدانیت کی تعلیم کا ذکر کیا۔ جس میں خدا پر ایمان، فرشتوں پر ایمان، الہامی کتب پر ایمان اور جزا سزا کے دن پر ایمان کے ساتھ اہم فریضۂ نماز کی پنج وقتہ ادائیگی کی بنیادی عبادت کا ذکر کرکے فرمایا کہ اسلام صرف یہ نہیں کہتا کہ یہ سچا ہے بلکہ یہ کہتا ہے کہ یہ وہ مذہب ہے جو خدا کی طرف سے ہے اور انسانوں کو بہترین راستہ پر چلنے کا حکم دیتا ہے۔

تقریر کے آخر پر اجتماعی دعا ہوئی اور اس طرح یہ جلسہ اسلامی اخوت کے ماحول میں اختتام پذیر ہوا۔ الحمدللہ

......☆......☆......

پتھری کا درد

اگر کسی عورت سے درد ناک تجربے کے حوالے سے رائے پوچھی جائے تو یقیناً یہی کہے گی کہ زچگی کا تجربہ بہت ہی اذیت ناک (اگرچہ نتیجہ فرحت بخش) ہوتا ہے اور یہ کہ مرد اس تکلیف کا اندازہ ہی نہیں لگا سکتے۔ لیکن ذرا تصور کیجئے کہ ایک مٹر کے دانے کے برابر پتھر آپ کے گردے سے مثانے کی طرف آہستہ آہستہ بڑھ رہا ہے اور اس کی ہر جنبش سے پیشاب کی نالی میں تکلیف دہ اینٹھن پیدا ہو رہی ہے۔ ایک ماہ بعد یہ پتھر گردے سے مثانے کو جانے والی نالی تک جا پہنچتا ہے اور دوران پیشاب آپ جس کیفیت سے گزریں گے وہ درد کا ایک بدترین تجربہ ہو سکتا ہے۔ اس درد میں مبتلا عورتوں کی رائے میں گردے میں پتھری کی تکلیف کے مقابلے میں وہ دوبارہ زچگی کے مرحلے سے گزرنا پسند کریں گی۔

اس عارضے میں اذیت کا باعث بننے والی شے کو سنگِ گردہ (kidney stone) کہا جاتا ہے اور تقریباً ۱۵ فیصد مرد اس تکلیف میں مبتلا ہوتے ہیں۔ اس کیفیت میں انسان یوں محسوس کرتا ہے کہ جیسے کوئی خنجر اس کے جسم کے اندر چلایا جا رہا ہے۔ اس تکلیف کے ساتھ متلی اور قے کی علامات بھی ہو سکتی ہیں۔

دو تہائی کیسوں میں گردے کی پتھری کا سبب کیلشیم آگزیلیٹ اور کیلشیم فاسفیٹ نامی معدنیات ہوتی ہیں۔ یہ معدنیات اگر پیشاب میں غیر معمولی مقدار میں موجود ہوں تو کچھ عرصے بعد یہ قلمی صورت (Crystal) اختیار کر کے پتھری بن سکتی ہیں۔ بس یوں سمجھئے کہ آپ چائے یا کافی کی پیالی میں دو چمچے چینی ملائیں گے تو یہ بہ آسانی حل ہو جائے گی، لیکن اگر چینی کے دس چمچے ڈال دیں گے تو چینی کی ایک مقدار پیالی کے نیچے ہی بیٹھ جائے گی، کیونکہ اس کے حل کے لئے کافی مائع موجود نہیں ہے۔

ابھی تک اس سوال کا جواب نہیں مل سکا کہ بعض لوگ کیوں اس عارضے میں مبتلا ہوتے ہیں اور دوسرے کیوں اس سے محفوظ رہتے ہیں۔ تاہم ماہرین یہ جان چکے ہیں کہ غذا اور وراثت کا اس میں بنیادی کردار ہوتا ہے۔

گردوں کے پتھر تکلیف دہ ضرور ہوتے ہیں ۔مگر اکثر و بیشتر مہلک نہیں ہوتے۔ تاہم شدید درد کی وجہ سے زیادہ تر مریضوں کو معالج کے پاس جانا پڑتا ہے۔

کیسے بچیں؟

...... پانی کا زیادہ استعمال کیجئے۔

آپ جتنا زیادہ پانی پئیں گے اتنا ہی زیادہ پیشاب ہوگا۔ جس کا مطلب یہ ہے کہ پتھری بنانے والے مادوں کے پتھری کی صورت اختیار کرنے کے امکانات کم ہو جائیں گے۔ دن میں چھ سے آٹھ گلاس پانی پیجئے دو گلاس ہر کھانے کے وقت اور ایک گلاس ان کھانوں کے درمیان میں پئیں۔

...... گوشت کا استعمال کم کیجئے۔

بہت سے لوگ گوشت کے بغیر دسترخوان کو ادھورا خیال کرتے ہیں، مگر زیادہ حیوانی لحمیات (پروٹین) استعمال کرنے والے افراد اپنے گردوں میں پتھری بننے کے امکان کو بڑھا لیتے ہیں۔ حیوانی لحمیات پیشاب میں کیلشیم اور بولی تیزاب (یورک ایسڈ) کے اخراج میں اضافہ کرتی ہیں اور یہ دونوں چیزیں پتھری بنانے کے عمل میں حصہ لیتی ہیں۔ اس کے علاوہ ایسے لحمیات بولی سائٹریٹ (Urinary citrate) کو بھی کم کر دیتے ہیں جو پتھری بننے کے عمل کو روکتی ہے۔ کھانے میں گوشت کی روزانہ مقدار ڈھائی سے تین اونس مرغی یا مچھلی کا گوشت ہے۔

......کھانوں میں نمک کم کیجئے۔

کم نمک کا استعمال مرض کو بڑھنے سے روکتا ہے۔ گردے نمک اور کیلشیم سے برابر کا معاملہ کرتے ہیں۔ اگر گردوں کو زیادہ نمک خارج کرنے پر مجبور کیا جائے گا تو یہ ساتھ میں کیلشیم کی بھی اتنی ہی مقدار پیشاب میں شامل کرنا شروع کر دیں گے۔

......کیلوں سے دوستی کیجئے۔

کیلا پوٹاشیئم کی زیادہ مقدار رکھنے والا پھل ہے اور پوٹاشیئم گردوں میں پتھری بننے کے رجحان کا تدارک کرتا ہے۔ کیلوں کے علاوہ پوٹاشیئم، خوبانی، لوبیا اور ٹماٹر وغیرہ میں بھی پایا جاتا ہے۔

اس کے ساتھ ہی ان غذاؤں سے بچنا بھی ضروری ہے جن میں پتھری بنانے والا آگزیلیٹ پایا جاتا ہے جیسے چقندر، پالک، ناریل، مونگ پھلی اور چاکلیٹ وغیرہ۔ بعض ماہرین گردوں میں پتھری سے بچنے کے لئے حیاتین ب (وٹامن بی) کی بھی سفارش کرتے ہیں۔

...... دودھ پینے سے انکار نہ کیجئے

اب تک معالجین پتھری کے مریضوں کو دودھ کے استعمال سے منع کرتے آئے ہیں۔ ان کے خیال میں چونکہ گردوں کی پتھریاں زیادہ تر کیلشیم کی انواع سے تعلق رکھتی ہیں۔ لہٰذا کیلشیم والی غذاؤں کا استعمال مرض میں اضافے کا ہی باعث بنے گا۔ مگر ہاورڈ یونیورسٹی کے تحقیق کاروں کی ایک جماعت نے چار سالہ مطالعے کے بعد دعویٰ کیا ہے کہ معاملہ اس کے برعکس ہے۔ ان محققین کے مطابق روزانہ چار گلاس دودھ پینے والے مریضوں میں آئندہ چار سال کے لئے پتھری بننے کے امکانات میں ۵۰ فیصد کمی واقع ہوتی ہے۔ لیکن اس سے زیادہ مقدار میں دودھ کا استعمال فائدے میں اضافہ نہیں کرتا۔

اگر پتھری خارج نہ ہو تو

گردوں میں پتھری کا علاج زیادہ تر دواؤں، پانی کے زیادہ استعمال اور مناسب غذا پر مشتمل ہوتا ہے۔ پتھری کے خارج ہو جانے کے بعد بھی معالج پیشاب کے معائنے کے بعد بعض دوائیں تجویز کر سکتا ہے۔ پتھری کے ۱۰ فیصد کیسوں میں جدید آلات کے ذریعہ پتھری کو توڑ کر خارج کرنا پڑتا ہے۔ اس تکنیک کو لیتھوٹرپسی (Lethotripsy) کہتے ہیں۔ اس میں صوتی لہروں کی مدد سے گردوں میں موجود پتھری کو ریزہ ریزہ کیا جاتا ہے۔ مریض کا آدھا جسم پانی میں ڈوبا رہتا ہے اور ایک مشین کے ذریعہ سے صوتی لہریں پیدا کی جاتی ہیں جو پانی کے توسط سے پتھروں پر اثر انداز ہوتی ہی۔ بعض جدید طریقوں میں پانی میں ڈبونے کی ضرورت نہیں ہوا کرتی۔ تقریباً ایک فیصد کیسوں میں پتھری اتنی سخت ہوتی ہے کہ صوتی لہروں کے لئے اسے توڑنا ممکن نہیں ہوتا۔ ان صورتوں میں جراحی ناگزیر ہو جاتی ہے۔

یاد رکھئے!

☆۔گردوں کی پتھری کے پھیلاؤ کی شرح ہر سات میں سے ایک مرد اس میں مبتلا ہوتا ہے۔ یہ مرض سالانہ ایک ملین افراد کو متأثر کرتا ہے۔

☆۔خطرناک اسباب: پانی کا ناکافی استعمال، کھانوں میں نمک کی زیادتی، گوشت خوری، وراثت۔ ایک پتھری بن جانے کے بعد دوسری پتھری بننے کے امکانات ۵۰ فیصد ہوتے ہیں۔

☆۔ممکنہ عمریں: پہلی پتھری عام طور پر ۲۰ سے ۴۰ سال کی عمر میں بنتی ہے۔

☆۔جنس کا معاملہ: عورتوں کے مقابلے میں مرد اس کی زد میں تین گنا زیادہ تعداد میں آتے ہیں۔

(بشکریہ: ہمدرد صحت ستمبر ۲۰۰۲ء)

نکات معرفت

حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

...... صَلٰوۃ عَلَی النَّبیؐ:

اوّل: اوقات الصلوٰۃ عَلَی النّبی۔

- ......مسجد میں آتے اور جاتے وقت۔
- ...... جہاں اور جب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا نام نامی یا تذکرہ آوے۔
- ...... ہر دعا کے اول اور آخر میں۔
- ......نمازوں میں۔
- ......جمعرات اور جمعہ کو اکثر وقت۔

دوم: معنے الصلوٰۃ۔ صفت کرنا، تعظیم کرنا، دعا کرنا، رحمت کرنا، کامیابی، شاباش، شفاعت، معظم و مکرم ہونا۔

سوم: درود شریف پڑھتے وقت ان باتوں کا لحاظ رکھنا۔

(الف): رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ان احسانات کو یاد کرو کہ آپؐ نے ہماری بہتری کے واسطے کیا کیا تکالیف اٹھائیں اور پھر کس طرح پر دنیا کے اغلال سے ہم کو چھڑایا۔

(ب): رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مدارج کی ترقیوں اور کامیابیوں کو مدنظر رکھو۔

......صَلٰوۃُاللّٰہ و صلٰوۃ المَلائکَۃ عَلَی النّبیؐ:

یہ ایک مسلم امر ہے کہ نیکی کے بتانے والا اس شخص کے ثواب کا بھی وارث ہوتا ہے جس کی تعلیم کی وجہ سے وہ شخص نیکی کرتا ہے۔ اَلدَّالُ عَلَی الْخَیْرِ کَفَاعِلِہٖ۔ تو پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو کیسا ثواب ہر وقت ملتا ہے۔ کیونکہ کروڑوں انسان ہر وقت آپ کے بتانے کی وجہ سے نماز، روزہ، زکوٰۃ وغیرہ نیکی کے کام کرتے رہتے ہیں۔ ان تمام نیک اعمال کا ثواب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اعمال میں بھی بڑھتا جاوے گا جو آپ کے مدارج عالیہ میں ترقی کا باعث ہے۔

(ج): دعا کا مسئلہ بھی مسلّم ہے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے کروڑوں انسان ترقی کے مدارج کے واسطے دعا کرتے رہتے ہیں پھر کیا ان کی دعاؤں کا کچھ نتیجہ نہیں؟ ہے اور ضرور ہے۔

آپ پر صلوٰۃ کا ثبوت از روئے کامیابی بھی آپ پر ہر وقت صلوٰۃ ہونے کا ثبوت ملتا ہے۔ علاوہ بریں کوئی مذہب ایسا نہیں جس کے اصول بھی قائم رہے ہوں۔ برخلاف اس کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عملی رنگ کے واسطے قرآن شریف، مکہ معظّمہ پھر ہر صدی پر مجدد موجود رہتے ہیں۔

قرآن شریف جیسے پاک کتاب کے ابتداء اور انتہا میں بھی 'اعوذ' پڑھنے کا حکم ہے تو باقی لوگوں کی بنائی ہوئی کتابوں کو تو بطریق اولیٰ پہلے استخارہ کر کے پڑھنا چاہئے۔

(الحکم نمبر ۲۱ جلد ۷۔ ۱۰/جون ۱۹۰۳ء صفحہ ۳)

(مرسلہ: حبیب الرحمن زیروی)

M. S. DOUBLE GLAZING LTD

Supplier & Installers

UPVC Windows, Doors, Porches, Patio Doors, Conservatries

For Friendly Quote Please Contact: Muhammad Sajid Qamar

Tel: 020 8664 8040 Mobile:07734470783 Fax: 020 8665 6685

Free Estimate, Grade 'A' Quality Material, Competitive Price, 10Years Guarantee

احمدی بہن بھائیوں کے لئے خوشخبری! ڈبل گلیزنگ کا نہایت معیاری کام۔ اے گریڈ کوالٹی کا میٹریل مناسب دام

THOMPSON & CO SOLICITORS

Consult us for your legal requirements such as Immigration & Nationality, Conveyancing & Employment, Welfare Benefits, Personal Injury, Family & Ancillary Proceedings,, Wills & Probate, Criminal Litigation .

Contact:

Anas A.Khan, John Thompson Solicitors

1st floor 48 Tooting High Street

London SW17 0RG

Tel: 020 8333 0921+020 8767 5005

Fax: 020 8871 9398

Mobile: 0780-3298065

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی شان میں گستاخی کرنے والے ایک بدگو کا عبرتناک انجام

(رضوانہ کوثر۔جرمنی)

یہ ۱۹۸۰ء کی دہائی کے ابتدائی ایام تھے۔ہمارا گھر مولوی عبداللہ درخواستی صاحب امیر جمعیۃ العلمائے اسلام کے مرکزی مدرسہ مخزن العلوم خانپور (ضلع رحیم یارخان) کے سامنے تھا۔سب کو معلوم تھا کہ ہم احمدی ہیں۔ہمارے گھر کے قریب ایک غیراحمدی کی دوکان تھی۔اس دوکاندار کا نام اللہ دتہ تھا۔ وہ دوکاندار کرایہ پر بیٹھا ہوا تھا۔اس کی دوکان محلے کی دوکان کے طور پر ٹھیک چل رہی تھی۔اس کا اپنا عمومی رویہ بھی بالکل ٹھیک تھا۔وہ مولانا عبداللہ درخواستی صاحب کا عقیدت مند تھا۔وہاں اس کی پتہ نہیں کیا ذہنی تربیت ہوئی کہ ایک دن اس نے میرے والد صاحب سے بات کرتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی وفات کا مسئلہ چھیڑ دیا اور اس میں روایتی معاندانہ بدزبانی کرنے لگا۔ابا جی نے تھوڑی سی تلخی کے ساتھ اسے کہا کہ تم بلاوجہ دکھ دینے والی بات کر رہے ہو،خدا کی گرفت میں آ ؤ گے۔اس پر وہ مذاق اڑانے لگا۔میرے دادا جان اسی وقت باہر گئے اور ابا جی کو لے کر آ گئے تاکہ جھگڑا زیادہ نہ بڑھ جائے۔ابا جی کو ساتھ لاتے ہوئے دادا جان نے اللہ دتہ دوکاندار سے اتنا کہا کہ تم نے بلاوجہ جو ظلم کیا ہے تو تمہارا انجام بہت گندہ ہوگا۔لیکن بہتر ہے کہ اپنی بدزبانی سے توبہ کرلو۔اس پر وہ دوکاندار اللہ دتہ مزید شوخی میں آ گیا۔

اس واقعہ کے بعد ابھی تین مہینے بھی مکمل نہیں ہوئے تھے کہ وہ دوکاندار اپنی دوکان سے بیٹھا ہوا غائب ہوگیا۔اس کے بیٹے کو بہت فکر ہوئی کہ باپ کہاں چلا گیا ہے۔اس کی تلاش شروع کی گئی۔اس کی یکایک گمشدگی کی خبر پورے محلّہ میں پھیل گئی۔ظہر کی نماز سے پہلے غائب ہونے والا اللہ دتہ دوکاندار مغرب کے بعد مدرسہ مخزن العلوم خانپور کی ٹائلٹ سے اس حالت میں ملا کہ ظہر کی نماز سے پہلے جب وہ ٹوائلٹ میں گیا تو وہیں اس کا دَم نکل گیا تھا۔تب سے مغرب تک اکڑوں بیٹھنے کے باعث اس کی لاش اکڑ گئی تھی اور ٹوائلٹ میں گری پڑی تھی۔فاعتبروا یا اولی الابصار۔ اس واقعہ کو محلے کے سب لوگ جانتے ہیں۔آج بھی اس واقعہ کے گواہان خانپور میں موجود ہیں۔

❀❀.....❀❀

بقیہ: دین اسلام میں جبر نہیں
از صفحہ نمبر ۹

وفساد برپا کرے بلکہ اسلام کا مفہوم ہی صلح اور آشتی کو چاہتا ہے''۔(ملفوظات جلد دوم مطبوعہ لندن ۱۹۸۴ء صفحہ ۳۱۱)

❀......''اس وقت قرآن کا حربہ ہاتھ میں لو تو تمہاری فتح ہے۔اس نور کے آگے کوئی ظلمت ٹھہر نہیں سکے گی''۔(ملفوظات جلد دوم مطبوعہ لندن ۱۹۸۴ء صفحہ ۱۲۲)

❀......''آنحضرت ﷺ نے کبھی کسی کے لئے بدی نہیں چاہی۔آپؐ تو رحم مجسم تھے۔اگر بدی چاہتے تو جب آپ نے پورا تسلط حاصل کرلیا تھا اور شوکت اور غلبہ آپ کو مل گیا تھا تو آپ ان تمام آئمۃ الکفر کو جو ہمیشہ آپؐ کو دکھ دیتے رہتے تھے قتل کروا دیتے اور اس میں انصاف اور عقل کے لحاظ سے آپؐ کو حق تھا کہ ان لوگوں کو قتل کروا دیتے مگر نہیں، آپؐ نے سب کو چھوڑ دیا''۔(ملفوظات جلد دوم مطبوعہ لندن ۱۹۸۴ء صفحہ ۲۸۴)

❀......''یہ بالکل غلط ہے کہ ہند میں اسلام تلوار کے زور سے پھیلا۔ہرگز نہیں۔ ہند میں اسلام بادشاہوں نے بہ جبر نہیں پھیلایا بلکہ ان کو تو دین کی طرف بہت ہی کم توجہ تھی۔ اسلام ہند میں ان مشائخ اور بزرگان دین کی توجہ، دعا اور تصرفات کا نتیجہ ہے جو اس ملک میں گزرے تھے۔بادشاہوں کو یہ توفیق کہاں تھی کہ دلوں میں اسلام کی محبت ڈال دیں۔ جب تک کوئی آدمی اسلام کا نمونہ خود اپنے وجود سے نہ ظاہر کرے تب تک دوسرے پر اس کا کوئی اثر نہیں ہو سکتا۔ یہ بزرگ اللہ تعالیٰ کے حضور فنا ہو کر خود مجسم قرآن اور مجسم اسلام اور مظہر رسول کریم ﷺ بن جاتے تھے۔تب اللہ تعالیٰ کی طرف ان کو ایک جذب عطا کیا جاتا ہے۔اور سعید فطرتوں میں ان کا اثر ہوتا چلا جاتا ہے۔نوّے کروڑ مسلمان ایسے لوگوں کی توجہ اور جذب سے بن گیا۔تھوڑے سے عرصہ میں کوئی دین اس کثرت کے ساتھ کبھی نہیں پھیلا۔یہی لوگ تھے جنہوں نے صلاح وتقویٰ کا نمونہ دکھلایا اور ان کی برہان قوی نے جوش مارا اور لوگوں کو کھینچا''۔(ملفوظات جلد ہشتم مطبوعہ لندن ۱۹۸۴ء صفحہ ۲۰۷)

❀❀❀❀❀

نماز میں لذت وسرور پانے کا طریق

لالیاں (ضلع جھنگ) سے حضرت مولوی تاج محمود صاحب خدا کے محبوب ومقدس مامور حضرت مسیح موعود کی زیارت کے لئے تشریف لے گئے اور ۹/اگست ۱۹۰۴ء کو پیارے آقا سے شرف مصافحہ حاصل کیا اور نماز میں سرور اور لذت کے لئے درخواست دعا کی۔حضور علیہ السلام نے فرمایا:

''دعا کرتے رہو اور کراتے رہو۔ایک کارڈ روزانہ لکھ دیا کرو کہ دعا یاد آ جایا کرے۔طبیعت پر جبر کر کے جو کام کیا جاتا ہے ثواب اسی کا ہوتا ہے اور اسی کا نام نفس لوامہ ہے کہ طبیعت آرام چاہتی ہے اور محبوبات نفسی کی طرف کھچی جاتی ہے مگر وہ بزور اسے مغلوب کر کے خدا کے احکام کے ماتحت چلا جاتا ہے اس لئے اجر پاتا ہے''۔(ملفوظات جلد چہارم صفحہ ۹۳)

نغمۂ تہنیت

اقلیم دِل تجھے ہو مبارک اے شہر یار
قربان مال و آبرو تجھ پر ہزار بار
ہو اذن تو یہ جاں بھی کریں تجھ پہ ہم نثار

رُوح وفا کو روحِ خلافت سے پیار ہے
چُن لے جسے خدا وہی جانِ بہار ہے
اب اے گُلِ چمن ترے دم سے ہے سب نکھار
اقلیمِ دِل تجھے ہو مبارک اے شہرِ یار

پایا تجھے تو راہِ جنوں میں دیئے جلے
چاہا تجھے تو شاخِ دعا پر ثمر لگے
یہ عشق ہے اور عشق پر کس کو ہے اختیار
اقلیمِ دِل تجھے ہو مبارک اے شہرِ یار

تیرے قدم اٹھیں تو سمٹ جائے یہ جہاں
تیرے جلو میں گامزن افواجِ قدسیاں
تیری دعا کرے گی پھر جالوت کو شکار
اقلیم دِل تجھے ہو مبارک اے شہرِ یار

جب سے زبانِ یار میں تُو بولنے لگا
من میں اٹھی وہ لہر کہ تن ڈولنے لگا
جادو ہے گفتگو تری ، لہجہ فسوں شعار
اقلیمِ دِل تجھے ہو مبارک اے شہرِ یار

بارِ حیا سے پلکیں تری اس طرح جھکیں
خلوت میں جیسے قربتیں سرگوشیاں کریں
اے نورِ حسن جاوداں ، یزداں کے رازدار
اقلیمِ دِل تجھے ہو مبارک اے شہرِ یار

جب ہونٹ مسکرائے ترے دھوپ کھل گئی
تجھ سے نظر ملی تو ہمیں زندگی ملی
تیرا وجود ہم پہ ہے احسانِ کردگار
اقلیمِ دِل تجھے ہو مبارک اے شہرِ یار

(جمیل الرحمن۔ہالینڈ)

(نوٹ: جلسہ سالانہ برطانیہ کے بعد محمود ہال لندن میں منعقدہ ایک تقریب مشاعرہ میں حضرت امیرا لمومنین خلیفۃ ا لمسیح الخامس ایدہ اللہ کی موجودگی میں پڑھی گئی)

اگر تم نے اخلاق سیکھنے ہیں تو محمد رسول اللہ ﷺ کے قدم چومو کیونکہ وہیں سے تمہیں اخلاق ملیں گے۔ (ارشاد حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ)

الفضل ڈائجسٹ

(مرتبہ : محمود احمد ملک)

اس کالم میں ان اخبارات و رسائل سے اہم ودلچسپ مضامین کا خلاصہ پیش کیا جاتا ہے جو دنیا کے کسی بھی حصہ میں جماعت احمدیہ یا ذیلی تنظیموں کے زیرانتظام شائع کئے جاتے ہیں۔ ہمارا پتہ ہے:

AL-FAZL DIGEST, 22 DEER PARK ROAD, LONDON SW19 3TL U.K.

"الفضل ڈائجسٹ" کی ویب سائٹ کا پتہ یہ ہے:-

http://www.alislam.org/alfazal/d/

حضرت مولوی سکندر علی صاحبؓ

حضرت مولوی سکندر علی صاحب ایک گاؤں لکھن کلاں (نزد کلانور) میں چودھری ولی داد صاحب کے ہاں ۱۸۶۵ء میں پیدا ہوئے۔ پانچویں تک تعلیم حاصل کر کے قریبی گاؤں دیروال کے عیسائی مشن سکول میں پڑھانا شروع کردیا۔ وہاں عیسائیوں سے مباحثے بھی ہوئے۔ پہلے آپ وہابی تھے، پھر آپ نے بہت فرقے تبدیل کئے لیکن کہیں بھی سکون نہیں ملا۔ پھر دہریہ ہوگئے اور پھر ملنگ ہوکر سبز چادر اوڑھ لی اور دعاؤں اور نوافل کی طرف توجہ کی۔ ایک رات خواب میں آپ کو اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعودؑ کی زیارت کروائی۔ پھر آپ نے پہلی بار حضورؑ کو اُس وقت دیکھا جب حضورؑ گورداسپور میں پادری مارٹن کلارک کے مقدمہ میں عدالت سے بری ہوئے تھے۔ آپ نے حضورؑ سے ملاقات بھی کی۔ بعد میں کچھ کتابیں پڑھیں اور پھر ۳۰ یا ۳۱/مارچ ۱۹۰۲ء کو قادیان جاکر بیعت کرلی۔

بیعت کے بعد آپ کی بیوی نے بہت ناراضی کا اظہار کیا اور چچا نے تھپڑ بھی مارا اور گاؤں میں اعلان کروادیا کہ جو بھی آپؓ کو روٹی دے گا اُسے گاؤں سے نکال دوں گا۔ پھر آپؓ دیروال آگئے۔

ایک بار آپؓ اپنے ساتھی حضرت منشی غلام محمد صاحبؓ کے ہمراہ قادیان گئے تو حضرت مسیح موعودؑ نے نماز عصر کے بعد گھر جاتے جاتے فرمایا کہ جو لوگ بیعت کر کے چلے جاتے ہیں اور بار بار قادیان نہیں آتے یا قادیان نہیں رہتے مجھے ان کے ایمان کا خطرہ رہتا ہے۔ یہ سن کر آپؓ اور آپؓ کے ساتھی بہت فکرمند ہوئے اور دعا کی کہ قادیان میں رہنے کا کوئی سبب بن جائے۔ جب سکول پہنچے تو پادریوں نے کہا کہ یا تو مرزا صاحب کی بیعت چھوڑ دو یا نوکری چھوڑ دو۔ اس پر ان دونوں نے جواب دیا کہ ہم نوکری چھوڑنے کے لئے تیار ہیں۔ چنانچہ مارچ ۱۹۰۳ء میں انہیں نوکری سے علیحدہ کردیا گیا۔

پھر آپؓ حضرت مسیح موعودؑ کی دعوت پر احمدیہ سکول قادیان میں پڑھانے لگے۔ بیوی احمدی نہیں تھیں لیکن آپؓ کے ہمراہ قادیان آگئیں۔ جلد ہی آپؓ نے قریبی گاؤں بھینی نگر میں رہائش کے لئے مکان خرید لیا۔ یہیں ۱۹۰۴ء میں آپؓ کی اہلیہ بھی احمدی ہوگئیں۔ اُس وقت تک آپؓ کی کوئی اولاد نہ تھی۔ ایک بار آپؓ نے حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ کی خدمت میں اولاد کیلئے درخواستِ دعا کی تو حضورؓ نے فرمایا کہ ہم دعا بھی کریں گے اور دوا بھی۔ پھر ۱۹۱۳ء یا ۱۹۱۴ء میں آپؓ کے ہاں بیٹا پیدا ہوا۔

آپؓ کے گاؤں سے لوگوں نے بار بار آکر آپؓ سے واپس گاؤں چلے آنے کی فرمائش کی لیکن آپؓ یہی جواب دیتے کہ میرے آقا کا حکم تھا کہ میرے پاس آجائیں اس لئے اب یہ در نہیں چھوڑوں گا۔ تقسیم ہند تک آپ بھینی نگر میں مقیم رہے اور احمدیہ سکول میں پڑھاتے رہے۔ پاکستان بننے کے بعد فیصل آباد (لائلپور) آگئے۔ آپ کو دعوت الی اللہ کا بہت شوق تھا اور اپنے پاس مختلف کتابیں اور بائبل ہر وقت رکھتے۔

آپؓ نے اپنے بیٹے عطاء اللہ کی جوانی میں وفات کا صدمہ بہت ہمت اور صبر سے برداشت کیا اور اُس کے چار بچوں اور اپنی بہو کا بہت خیال رکھا۔ آپؓ کی وفات ۲۲/دسمبر ۱۹۵۵ء کو ۹۰ سال کی عمر میں ہوئی۔ تدفین بہشتی مقبرہ ربوہ میں ہوئی۔

آپؓ کا وصیت نمبر ۸۷ ہے۔ ۲۴/ستمبر ۱۹۰۷ء کو آپؓ نے پانچویں حصہ کی وصیت کی تھی۔ مئی ۱۹۲۸ء میں آپؓ نے ماہانہ آمدنی پر چندہ دسویں حصہ سے بڑھا کر ۸/۱ کردیا اور ۱۹۳۶ء میں ۷/۱ کردیا۔ آپؓ کو نماز باجماعت ادا کرنے کا بہت خیال رہتا۔ نماز تہجد بھی باقاعدگی سے ادا کرتے۔ سورۃ البقرہ کے علاوہ بھی قرآن کریم کی کئی سورتیں حفظ تھیں۔

آپؓ کا ذکر خیر روزنامہ "الفضل" ربوہ ۳۰/مئی ۲۰۰۳ء میں مکرم شاہد محمود احمد صاحب کے قلم سے شامل اشاعت ہے۔

……❁……❁……❁……

جسٹس جاوید اقبال کی خودنوشت سوانح

روزنامہ "الفضل" ربوہ ۳۰/مئی ۲۰۰۳ء میں سابق چیف جسٹس پنجاب ہائی کورٹ اور سینیٹر جناب جاوید اقبال صاحب کی خودنوشت سوانح: "اپنا گریبان چاک" سے جماعت احمدیہ اور احمدی مشاہیر کے بارہ میں اُن کے ذاتی مشاہدات مکرم مرزا خلیل احمد قمر صاحب کے قلم سے شامل اشاعت ہیں۔

وہ بیان کرتے ہیں UNO میں کشمیر کے مسئلہ پر اصلی معرکہ سر ظفراللہ خان اور کرشنا سینن کے درمیان ہوتا تھا۔ گھنٹوں لمبی منہ زبانی تقریریں ہوا کرتیں۔ اُس زمانہ میں بیشتر موضوعات نوآبادیاتی علاقوں کی آزادی سے متعلق تھے۔ ان میں اکثر ممالک مسلمان تھے مثلاً مراکو، الجیریا، تیونس۔ سر ظفراللہ خان نہایت عمدگی سے ان کا کیس پیش کیا کرتے۔ یہاں ہر شام کسی ڈپلومیٹک پارٹی یا کھانے پر جانا پڑتا اور خوب وقت گزرتا کیونکہ یہ زندگی بھی ایک اپنی نوع کی عیاشی کی زندگی تھی۔ اس میں سفیر اور دیگر حضرات کام کے بعد شراب و شباب کے کھیل میں مشغول ہوجاتے۔ سر ظفراللہ خان واحد شخصیت تھے جو ایسی محفلوں میں نظر نہ آتے بلکہ UNO کے میڈیٹیشن روم کو اپنی عبادت کے لئے استعمال کرتے۔ شاید اس عبادت کے کمرہ کو اُن کے سوا کوئی استعمال نہ کرتا تھا۔ پاکستان نے اگر بین الاقوامی فورموں میں کبھی کوئی کامیابی حاصل کی تو اس میں سر ظفراللہ خان کی شخصیت کا بڑا دخل تھا۔ وہ نہ صرف سال بھر کے لئے جنرل اسمبلی کے صدر منتخب ہوئے بلکہ دو مرتبہ بین الاقوامی عدالت میں جج کی حیثیت سے بھی چنے گئے۔ وہ معمول کے مطابق رات نو بجے سو جایا کرتے تھے۔ ۱۹۶۰ء میں انہوں نے مجھے اپنا متبادل نمائندہ بنادیا تھا۔ اُن کے جانے کے بعد اُن کی کرسی مجھے سنبھالنا پڑتی۔ ایک رات سپیشل پولیٹیکل کمیٹی میں روسی سفیر اور میرے درمیان بحث نے مکالمہ کی شکل اختیار کرلی۔ صبح مَیں نے فون کرکے اُنہیں صورتحال سے آگاہ کیا تو وہ بولے کہ مَیں نے ساری کارروائی ریڈیو پر سن لی تھی، تم نے درست مؤقف اختیار کیا۔

وہ مزید بیان کرتے ہیں کہ پنجاب ہائیکورٹ میں چیف جسٹس کے طور پر ریٹائرمنٹ سے پیشتر وزیراعظم محمد خان جونیجو نے مجھے بلوایا اور چاہا کہ ریٹائرمنٹ کے بعد مجھے سپریم کورٹ میں لے جاکر واپس ہائیکورٹ میں لے آئیں۔ مَیں نے کہا کہ مَیں ایسا نہیں چاہوں گا کہ واپس ہائیکورٹ میں جاکر اپنے کسی جونیئر ساتھی کا حق ماروں۔ انہوں نے مجھ سے پوچھا کہ میرے بعد کون ہوسکتا ہے۔ مَیں نے کہا کہ سب سے سینئر جج سعد سعود جان ہیں جو لائق بھی ہیں اور قابل ستائش بھی۔ انہوں نے اعتراض کیا کہ وہ تو قادیانی ہیں۔ مَیں نے کہا اوّل تو وہ کہتے ہیں کہ وہ قادیانی نہیں ہیں اور دوسرے مسلمانوں کے ساتھ جمعہ کی نماز پڑھتے ہیں لیکن اگر وہ قادیانی ہوں بھی تو کیا مذہبی عقائد کے سبب اُن کی سنیارٹی اور میرٹ کو نظرانداز کرنا جائز ہے؟۔ جونیجو کے پاس کوئی جواب نہ تھا۔ بعد میں میرے ساتھ سعد سعود جان کو بھی سپریم کورٹ میں جج بنادیا گیا لیکن انہیں ہائیکورٹ کا چیف جسٹس بننے سے محروم رکھا گیا۔

وہ بیان کرتے ہیں کہ ڈاکٹر عبدالسلام، داؤد رہبر اور مَیں نے مل کر کیمبرج میں پاکستان سوسائٹی قائم کی تھی اور کیمبرج یونیورسٹی میں مجھے داخلہ گورنمنٹ کالج لاہور کے شعبہ فلسفہ کے سربراہ پروفیسر قاضی اسلم نے پروفیسر آربری سے خط و کتابت کرکے دلوایا تھا۔

وہ لکھتے ہیں کہ ۱۹۸۴ء میں حکومت پاکستان نے اقوام متحدہ میں مذہبی عدم رواداری کے موضوع پر ہونے والے ایک سیمینار میں شرکت کیلئے جنیوا (سوئٹزرلینڈ) بھیجا۔ مَیں نے وزارت خارجہ سے پاکستان میں احمدی اقلیت سے متعلق ہونے والی قانون سازی کی بریفنگ مانگی لیکن وہ مجھے کچھ نہ دے سکے۔ وزارت قانون سے بھی کوئی خاطرخواہ جواب نہ ملا۔ سیمینار میں قائداعظم اور علّامہ اقبال کے فرمودات کے حوالوں سے مَیں نے ثابت کرنے کی کوشش کی کہ بانیان پاکستان مذہبی رواداری سے متعلق کیا خیالات رکھتے تھے۔ لیکن وہاں احمدیوں کا مبصّر بھی موجود تھا۔ انہوں نے مجھے ضیاء الحق کی مخصوص قانون سازی پر خوب لتاڑا۔ بین الاقوامی برادری نے میرے دلائل مسترد کردیئے اور جو قراردادیں پاس ہوئیں سب کی سب پاکستان کے خلاف تھیں۔ افسوس تو یہ ہے کہ جنرل ضیاء الحق کے زمانہ ہی سے پاکستان کا امیج مذہبی طور پر ایک تنگ نظر اور متشدد ریاست کے طور پر ابھرا۔

……❁……❁……❁……

اعزاز

☆ مکرم ڈاکٹر نعیم احمد طاہر صاحب آف جرمنی کو Who's Who in Science and Engineering امریکہ کے ساتویں ایڈیشن میں شامل کیا گیا ہے۔ آپ نے ۱۹۷۳ء میں تعلیم الاسلام کالج ربوہ سے M.Sc کیا اور پنجاب یونیورسٹی میں ریکارڈ قائم کیا۔ پھر امپیریل کالج لندن سے ڈپلومہ اور گلاسگو یونیورسٹی سے Ph.D. کی اور اس وقت جرمنی میں ریسرچ سکالر کے طور پر کام کررہے ہیں۔

☆ مکرمہ رابعہ کنول صاحبہ نے میٹرک (جنرل گروپ) کے امتحان میں فیصل آباد بورڈ میں اوّل پوزیشن حاصل کی ہے۔

☆ مکرم منور لقمان صاحب نے واپڈا کے بہترین تیراک کا اعزاز مسلسل تیسری مرتبہ حاصل کیا ہے۔ انہوں نے سالانہ کھیلوں کے انفرادی تیراکی کے مقابلوں میں ۵ طلائی اور ۳ نقرئی تمغے حاصل کئے جبکہ ٹیم ایونٹس (Events) میں ۳ طلائی تمغے جیتے۔

روزنامہ "الفضل" ربوہ ۱۲/مئی ۲۰۰۳ء میں شامل اشاعت مکرم محمد افتخار نسیم صاحب کی ایک نظم سے انتخاب ہدیۂ قارئین ہے:

کیا سوچ کے دنیا سے کوئی دل کو لگائے
چِھن جائیں جہاں پل میں سہاروں کے سہارے
ہے کتنی گراں بار یہ پیاروں کی جدائی
جانے وہی، جیتا تھا جو پیاروں کے سہارے
یہ دورِ خزاں کتنا ستم کوش ہے ان پر
رہتے تھے چمن میں جو بہاروں کے سہارے

……❁……❁……❁……

روزنامہ "الفضل" ربوہ ۱۳/مئی ۲۰۰۳ء میں شامل اشاعت مکرم احمد مبارک صاحب کی ایک نظم سے انتخاب ہدیۂ قارئین ہے:

کچھ تُو ہی بتا آخر تجھ کو تو خبر ہوگی
کس بزم میں وہ شمع اے دیدۂ تر ہوگی
فرصت کی گھڑی گزری فرقت کی گھڑی آئی
ہر دل ہے کہ تڑپے گا ہر آنکھ بھنور ہوگی
تجھ پہ ہی تو واری ہے جو عمر گزاری ہے
تیرے ہی لئے ہوگی جو سانس بسر ہوگی

Al Fazl International Weekly, London

16 GRESSENHALL ROAD, LONDON SW18 5QL (U.K.)

ISSN: 1352 9587

Tel: (020) 8544 7603
Fax: (020) 8544 7611
Email:alfazlint@hotmail.com

Vol. 10 Friday, October 10, 2003 Issue No. 41

اسلام اور احمدیت کی فتح اب مسجدوں کو آباد کرنے سے ہے۔

اللہ تعالیٰ کی حمد وشکر کے جذبات سے معمور، چالیس سے زائد ممالک کے قریباً دس ہزار افراد کی افتتاحی تقریب میں شمولیت

(سیدنا حضرت مرزا مسرور احمد خلیفة المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے خطبہ جمعہ کے ساتھ مغربی یورپ کی سب سے بڑی مسجد، مسجد بیت الفتوح کا نہایت بابرکت افتتاح)

(پریس ڈیسک): مورڈن سرے میں لندن روڈ پر واقع جماعت احمدیہ برطانیہ کی دوسری باقاعدہ مسجد 'مسجد بیت الفتوح' کا افتتاح سیدنا حضرت مرزا مسرور احمد خلیفة المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے جمعة المبارک ۳/اکتوبر ۲۰۰۳ء کو خطبہ جمعہ سے فرمایا۔ اس نہایت اہم اور تاریخ ساز موقع پر دنیا کے چالیس سے زائد ممالک کے نمائندگان حاضر ہوئے اور ایک اندازہ کے مطابق قریباً دس ہزار افراد نے حضور ایدہ اللہ کی اقتدّاء میں اس مسجد میں ہونے والی پہلی نماز کی ادائیگی کی سعادت حاصل کی۔ ۷۷ سال قبل ۱۹۲۶ء میں ۳/اکتوبر کو ہی ہندوستان کی احمدی مسلم خواتین کی مالی قربانیوں سے یورپ میں پہلی احمدیہ مسجد 'مسجد فضل' کا افتتاح عمل میں آیا تھا جو وانڈزورتھ کونسل میں پٹنی کے علاقہ میں تعمیر ہوئی تھی اور جو 'لندن مسجد' کے نام سے بھی معروف ہے جو خداتعالیٰ کے فضل سے اس وقت سے لے کر آج تک نہ صرف برطانیہ و یورپ بلکہ دنیا بھر میں اسلام کی خوبصورت، امن اور محبت کی تعلیم کو پھیلانے اور امت مسلمہ اور بنی نوع انسان کی فلاح و بہبود کے سلسلہ میں نہایت اہم کردار ادا کر رہی ہے۔

'مسجد بیت الفتوح' لندن میں مورڈن کے علاقہ میں ہے اور اس کے قریب ریل، بس اور دیگر اہم ضروریات کی سہولتیں موجود ہیں۔ یہ جگہ جس کا رقبہ ۵ء۲ ایکڑ ہے سیدنا حضرت مرزا طاہر احمد خلیفة المسیح الرابعؒ کی تحریک پر خرید کی گئی تھی اور آپؒ نے مسجد کا سنگ بنیاد ۱۹/اکتوبر ۱۹۹۹ء کو رکھا تھا۔ مختلف مراحل سے گزرتے ہوئے اس کی تکمیل پر ۳/اکتوبر ۲۰۰۳ء کو اس کا باقاعدہ افتتاح عمل میں آیا۔

مسجد کے افتتاح کے موقع پر خطبہ جمعہ میں سیدنا حضرت مرزا مسرور احمد خلیفة المسیح الخامس ایدہ اللہ نے اس مسجد کی تکمیل پر اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا بیان کی اور اس کی تعمیر میں حصہ لینے والوں کے لئے دعا کی تحریک کرتے ہوئے قرآن مجید، احادیث نبویہ اور حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے ارشادات کے حوالہ سے مسجدوں کی تعمیر کی اہمیت وفضیلت، مساجد کے آداب اور اس کے تقاضوں کا تفصیل سے ذکر فرمایا۔ آپ نے بتایا کہ مسجد کی تعمیر کے ساتھ کام ختم نہیں ہوا بلکہ اسے خاص اللہ کی خاطر عبادت کرنے والے نمازیوں سے آباد کرنا ہے۔ مسجدوں کی اصل زینت ان کے نمازیوں کے ساتھ ہے۔

آپ نے دعا کی کہ اللہ تعالیٰ ہر احمدی کو یہ توفیق دے کہ وہ جو بھی مسجد بنائیں اس کی خالص بنیاد تقویٰ اللہ پر ہو اور ہمیشہ ہمارا شمار اللہ تعالیٰ کے عبادتگزار بندوں میں ہو۔ حضور نے یہ بھی دعا کی کہ یہ مسجد بھی اور دنیا میں جہاں بھی جماعت کی مساجد ہیں اللہ کرے کہ وہ گنجائش سے کم پڑ جائیں۔

حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ یاد رکھیں کہ اسلام اور احمدیت کی فتح اب ان مسجدوں کو آباد کرنے سے ہے۔ پس اے احمدیو! اٹھو اور ان مسجدوں کی طرف دوڑو اور ان کو آباد کرو۔

نماز جمعہ وعصر کے بعد جب حضور مسجد سے باہر تشریف لائے تو بچوں اور بچیوں نے لا الہ الا اللہ اور دیگر پاکیزہ نغمات کورس کی صورت میں مل کر گائے۔

اس مسجد کی تعمیر میں برطانیہ کے احمدیوں کے علاوہ دنیا بھر سے کثیر تعداد میں احمدیوں نے مالی قربانی میں حصہ لینے کی سعادت حاصل کی۔ برطانیہ کے احمدی مردوزن نے اس کی تعمیر میں بڑے ذوق وشوق اور دلی محبت اور اخلاص کے ساتھ ہر قسم کی قربانیاں پیش کیں۔ اللہ تعالیٰ نے غیر معمولی طور پر قدم قدم پر جماعت کی نصرت فرمائی اور بالآخر یہ سادہ مگر نہایت دلکش اور پروقار مسجد تعمیر ہوئی۔ اس نہایت مبارک اور پرمسرت موقع پر تمام احمدی احباب بے حد خوش تھے۔ نماز جمعہ کے بعد مسجد کی وسعت اور دلکشی میں ریڈیو، ٹی وی، اخبارات اور دیگر پریس میڈیا نے بھی غیر معمولی دلچسپی لی۔ افتتاح سے ایک روز قبل جمعرات ۲/اکتوبر کو بیت الفتوح میں منعقدہ پریس کانفرنس میں ۸۰ سے زائد پریس میڈیا کے نمائندے، فوٹوگرافرز وغیرہ شامل ہوئے۔ اس موقع پر مکرم رفیق احمد صاحب حیات امیر جماعت احمدیہ یوکے، مکرم عطاء المجیب صاحب راشد مبلغ انچارج یوکے، مکرم ناصر خان صاحب پروجیکٹ کوآرڈی نیٹر اور اس پراجیکٹ کے آرکیٹیکٹ نے پریس کے نمائندگان کو بریفنگ دی اور ان کے سوالات کے جواب دئے۔

اگلے روز تمام بڑے بڑے اخبارات و نیوز ایجنسیوں، اسی طرح ریڈیو، ٹی وی نے مسجد کی تصاویر کے ساتھ خبریں نشر کیں۔

ان ایام میں ایم ٹی اے انٹرنیشنل نے اپنی نشریات میں مسجد کی تعمیر کے مختلف مراحل، مختلف زاویوں سے مسجد کے خوبصورت مناظر، مسجد کی تعمیر کے فنی پہلوؤں پر معلومات افزا پروگرام نشر کئے۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا پر مشتمل خوبصورت نغمات پیش کئے۔

دعا ہے اللہ تعالیٰ اس مسجد کے افتتاح کو ہر لحاظ سے بیحد مبارک فرمائے۔ اور یہ مسجد نہ صرف برطانیہ بلکہ تمام یورپ بھر میں خداتعالیٰ کی سچی توحید اور حقیقی اسلامی تعلیمات کی اشاعت میں عظیم الشان کردار ادا کرنے والی ہو۔ اور اللہ تعالیٰ اسے ہمیشہ اپنے سچے، مخلص، عبادتگزار بندوں سے آباد رکھے۔

❁❁❁ ❁❁❁

حاصل مطالعہ

دوست محمد شاهد۔ مؤرخ احمدیت

جسٹس (ریٹائرڈ) جناب ڈاکٹر جاوید اقبال کی تازہ خود نوشت سوانح ''اپنا گریباں چاک'' (ناشر سنگ میل پبلیکیشنز لاہور) سے چھ اہم اقتباسات جو آپ کے قلبی تاثرات اور عینی مشاہدات کا مستند ریکارڈ ہیں۔

محسن پاکستان۔ چوہدری محمد ظفر اللہ خاں

ڈاکٹر صاحب تحریر فرماتے ہیں:۔

''پاکستان نے اگر کبھی بین الاقوامی فورموں میں کوئی کامیابی حاصل کی تو اس میں سر ظفر اللہ خاں کی شخصیت کا بڑا دخل تھا۔ وہ نہ صرف سال بھر کے لئے یو۔این کی جنرل اسمبلی کے صدر منتخب ہوئے بلکہ دو مرتبہ یو۔این کے تحت بین الاقوامی عدالت میں جج کی حیثیت سے بھی چنے گئے۔''

(صفحہ ۱۱۰۔اشاعت فروری ۲۰۰۳ء)

ڈاکٹر عبدالسلام اور پاکستان

جناب جاوید اقبال نے پیرس میں پروفیسر ڈاکٹر حمیداللہ مرحوم سے ملاقات کا تذکرہ درج ذیل الفاظ میں کیا ہے:

''سفارت خانہ کی وساطت سے پروفیسر حمیداللہ کی خدمت میں بھی حاضر ہوا...... میں نے انہیں بھی جنرل ایوب خان کا پیغام پہنچایا لیکن انہوں نے پاکستان آنے سے صاف انکار کر دیا فرمایا ''میں جب حیدرآباد (دکن) سے نکلا تو پہلے پاکستان ہی آیا تھا مگر یہاں کی یونیورسٹیوں کے باسیوں نے مجھے آباد ہونے نہیں دیا۔ میرے ساتھ ویسا ہی سلوک کیا گیا جیسا ڈاکٹر عبدالسلام سے کیا گیا تھا۔'' (صفحہ ۱۱۲)

مسلم قوم کے فرد کی اصل شناخت

''برصغیر میں دو تہذیبیں متصادم تھیں ...... مسلم قوم کے باہمی اشتراک کو وجود میں لانے کی خاطر اسلام سے ثقافت یا کلچر کی صورت میں ملّت سازی کا کام لیا گیا۔ **ہر وہ شخص مسلم قوم کا فرد قرار پایا جس کی توحید و رسالت پر ایمان کے ساتھ مسلم تمدن سے وابستگی تھی۔** تمدن کی بجائے اگر خالصتاً مذہب مسلم قومیت کی بنیاد ہوتی تو ابتداء ہی سے واضح کر دیا جاتا کہ ہماری قومی شناخت کی اساس سنّی، شیعہ، دیوبندی یا بریلوی اسلام ہے اور ہم اُسی مخصوص اسلام کے نفاذ کے لئے علیحدہ ریاست کا مطالبہ کر رہے ہیں۔ لیکن ایسا نہیں کیا گیا۔ **سو پاکستان کی نظریاتی اساس دراصل مسلم ثقافت کا ہندو ثقافت سے امتیاز ہے** اسی سبب سے برصغیر کے بیشتر علماء تحریک پاکستان کے خلاف تھے وہ سمجھتے تھے اس تحریک کا اسلام سے کوئی تعلق نہیں۔''

(صفحہ ۲۸۷۔۲۸۸)

❁❁❁❁❁

معاند احمدیت، شریر اور فتنہ پرور مفسد ملاؤں کو پیش نظر رکھتے ہوئے خصوصیت سے حسب ذیل دعا بکثرت پڑھیں

اَللّٰھُمَّ مَزِّقْھُمْ کُلَّ مُمَزَّقٍ وَ سَحِّقْھُمْ تَسْحِیقاً

اے اللہ انہیں پارہ پارہ کر دے، انہیں پیس کر رکھ دے اور ان کی خاک اڑا دے۔